ماہنامہ

جہد حب

صدا کا قحط پڑا تو ہم ہی بولے ہیں

ایڈیٹر:۔ مخدوم ایوب قریشی

نیشنل پارٹی کا ترجمان

جنوری 2025ء

مسلسل اشاعت کے 10 سال

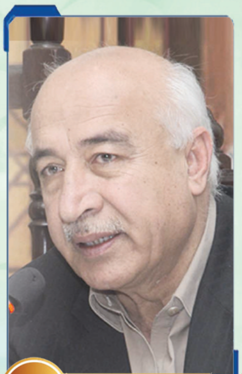

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صدر

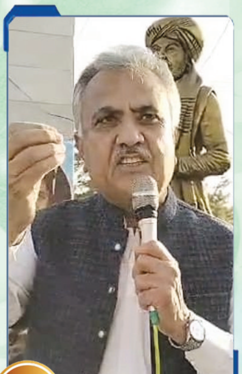

میر کبیر محمد شہی، سیکریٹری جنرل

میر شاہ وس بزنجو، سینئر نائب صدر

بلا مقابلہ منتخب

نیشنل پارٹی ساتویں قومی کانگریس کے افتتاحی اجلاس سے مرکزی صدر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ خطاب کر رہے ہیں (فوٹو جہد)

نیشنل پارٹی کے نومنتخب عہدیداران سے کہدہ اکرم دشتی حلف لے رہے ہیں (فوٹو جہد)

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس کی تصویری جھلکیاں

کوئٹہ نیشنل پارٹی کے ساتویں مرکزی قومی کانگریس سے نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما سابقہ سینیٹر میر طاہر جان بزنجو خطاب کررہے ہیں

بیجنگ: میر کبیر محمد شہی کمیونسٹ پارٹی کے رہنما کو اجرک کا تحفہ پہنارہے ہیں

نیشنل پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل میر کبیر محمد شہی کو عوامی جمہوریہ چین کے صوبہ شانزی
(SHAANXI) کے گورنر چین چن جیانگ تحائف پیش کررہے ہیں

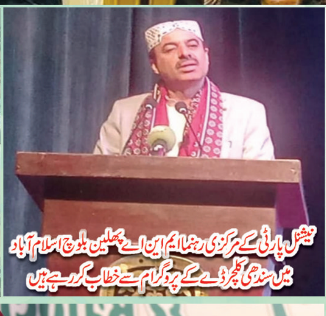

نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما ایم این اے پھلین بلوچ اسلام آباد
میں سندھی کلچر ڈے کے پروگرام سے خطاب کررہے ہیں

کراچی، سینیٹر جان محمد بلیدی کی قیادت میں ادبی میلے میں شرکت

مشکور انور بلوچ نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس سے خطاب کررہے ہیں (فوٹو جہد)

نیشنل پارٹی کے مرکزی اور وحدت بلوچستان
کے نومنتخب عہدیداران کو بہت بہت مبارک ہو

منجانب :-

بلخ شیر قاضی، میئر میونسپل کارپوریشن تربت

منجانب :-

عبدالمالک بلوچ، چیئرمین ضلع کونسل پنجگور

منجانب :-

حاجی احمد نواز بلوچ، چیئرمین میونسپل کمیٹی نال

منجانب :-

کلثوم نیاز بلوچ، ممبر صوبائی اسمبلی بلوچستان

پارٹی کا ترجمان رسالہ/اخبار برابر ہے پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کے (کامریڈ لینن)

Party organs is equal to party central committee (Lenin)

صدا کا قحط پڑا تو ہم ہی بولے ہیں

ماہنامہ

جہد حب

قیمت:200روپے

نیشنل پارٹی کا ترجمان

ایڈیٹر: مخدوم ایوب قریشی

ایڈیٹوریل بورڈ

میر کبیر محمد شہی

علی احمد لانگو، فدا حسین دشتی، مجید ساجدی، اسلم بلوچ

فہرست

1	نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس	رپورٹ/مخدوم ایوب قریشی
2	نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس سیکریٹری رپورٹ	رپورٹ/جان محمد بلیدی
3	نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس وحدت بلوچستان کی سیکریٹری رپورٹ	رپورٹ/خیر بخش بلوچ
4	نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس	تحریر:کلثوم نیاز بلوچ
5	نیشنل پارٹی کی ساتویں تاریخ ساز قومی کانگریس کا انعقاد	تحریر:محمد صدیق کیتھران
6	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، بصیرت افروز قیادت کی میراث	تحریر:ابرار برکت بلوچ
7	بلوچستان کا مسئلہ طاقت کے ذریعے حل نہیں کیا جا سکتا	سینیٹر جان محمد بلیدی
8	انکار بلوچستان	حامد میر کا وزیراعلیٰ بلوچستان کو جواب
9	ایوب بلیدی ایماندار دلرں سر کے ات	تحریر:اکرم دشتی
10	سردار آصف جمالدینی کی شخصیت	تحریر:حیدر بلوچ
11	ڈاکٹر یاسین بلوچ 9ویں برسی	تحریر:واحد رحیم
12	تاریخی عمل کی تشکیل	ڈاکٹر مبارک علی
13	افسانہ اراخراس	آغا گل
14	خبریں	

گذارش

نیشنل پارٹی کے رہنماؤں اور پارٹی کے مخیّر دوستوں سے گذارش ہے کہ وہ پارٹی کے ترجمان میگزین کے لیے فنڈز اکھٹا کرنے میں ہماری مدد کریں۔ ہم آپ کی طرف دیئے گئے عطیات کا ہر مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں مکمل حساب دینے کے پابند ہیں۔

پارٹی میگزین اکاؤنٹ/ایزی پیسہ اکاؤنٹ: 0345-6193767

محمد ایوب قریشی: ایڈیٹر ماہنامہ جہد و فدا حسین دشتی مرکزی سیکریٹری مالیات

مخدوم ایوب قریشی 0345-6193767...... فدا حسین دشتی 0300-8255290

پتہ:۔ امبر میڈیکل سینٹر آفس نمبر 106-105 ایم اے جناح روڈ کراچی فون 021-33422921 فیکس 021-3271085

Email:maqnp25@yahoo.com Cell # 0345-6193767

www.juhad.wordprees.com

ڈیزائن اریبہ گرافکس

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس وکنونشن وحدت بلوچستان بیادسید مختار باچا زیرصدارت مرکزی صدرڈاکٹرعبدالمالک بلوچ 26 تا 29 اکتوبر 2024ء کوئٹہ میں منعقد ہوئی

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس وکنونشن وحدت بلوچستان بیادسید مختار باچا زیرصدارت مرکزی صدرڈاکٹرعبدالمالک بلوچ 26 تا 29 اکتوبر 2024ء کوئٹہ میں منعقد ہوئی

نیشنل پارٹی کا قیام 2003ء میں بلوچستان نیشنل موومنٹ (BNM) اور بلوچستان نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی (BNDP) کے درمیان ادغام سے عمل میں آیا نئی بننے والی جماعت کے چیف آرگنائزرڈاکٹرعبدالحئی بلوچ اورڈپٹی آرگنائزرمیرحاصل بزنجومقرر ہوئے دیگر رہنماؤں میں ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ، طاہر بزنجو، جان محمد بلیدی، کچکول علی، سردارثناء اللہ زہری، رحمت بلوچ، ڈاکٹراسحاق بلوچ، اسلم بلیدی، ولی محمدلہڑی، شکیل بلوچ، آغاعرفان کریم، نادرقدوس اورعبدالواحد بلوچ شامل تھے۔ پہلی قومی کانگریس نے پارٹی کے آئین کی منظوری دی اور انتخابات کے ذریعے عہدیداروں کا تعین ہوا، ڈاکٹرعبدالحئی بلوچ صدراورمیرحاصل خان بزنجوسیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔ دوسری قومی کانگریس میں سینیٹرڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صدر، میرحاصل بزنجوسینئرنائب صدر اور میر طاہر بزنجو سیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔ 16 تا 18 ستمبر 2011ء پارٹی کی تیسری قومی کانگریس میں ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ دوسری مرتبہ پارٹی کے صدر، میرحاصل بزنجو نائب صدر اور میرطاہر بزنجوسیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔2013ء کے عام انتخابات کے نتیجے میں ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ بلوچستان میں مخلوط حکومت کے بلامقابلہ وزیراعلیٰ منتخب ہوئے ڈاکٹر مالک بلوچ وزیراعلیٰ بننے کے بعد پارٹی صدارت کے عہدے

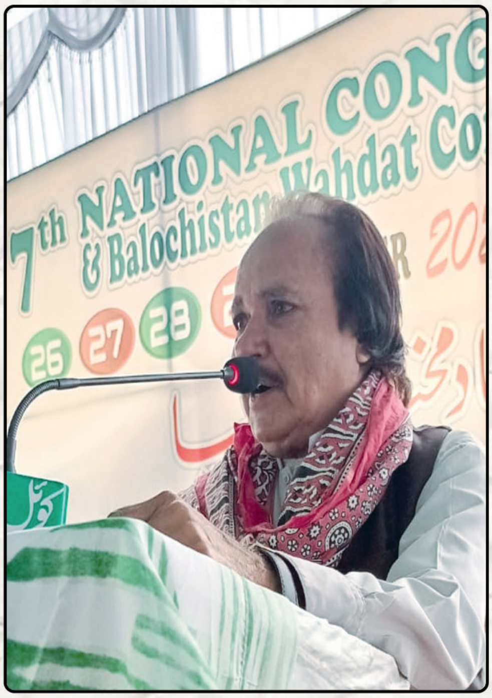

رپورٹ/ مخدوم ایوب قریشی

سے مستعفی ہوگئے اوران کی جگہ سینئر نائب صدر میرحاصل بزنجو نیشنل پارٹی کے صدر بنے۔ 8 تا 16 اکتوبر 2014ء نیشنل پارٹی کی چوتھی قومی کانگریس کاانعقادکوئٹہ میں ہوا، انتخابات میں میرحاصل بزنجواورڈاکٹرعبدالحئی بلوچ کے درمیان صدارت کے لیے مقابلہ ہوامیرحاصل بزنجو بھاری اکثریت سے پارٹی کے صدرمنتخب ہوگئے۔ 28،29،30 اکتوبر 2018ء کوئٹہ میں نیشنل پارٹی کی پانچویں قومی کانگریس کا انعقاد ہوا جس میں پارٹی کی ڈھائی سالہ حکومتی کارکردگی کاجائزہ لیاگیا، انتخابات میں ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ پارٹی کے صدراور جان محمد بلیدی سیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔ نیشنل پارٹی کی چھٹی قومی کانگریس بیاد میرجمہوریت میرحاصل بزنجو کا انعقاد 29،30،31 اکتوبر 2021ء کوکوئٹہ میں ہوا قومی کانگریس نیشنل پارٹی کا اعلیٰ ترین اور بااختیارادارہ ہے جو ہرتین سال بعد باقاعدگی سے منعقد ہوتی ہے کانگریس میں ملک بھر سے منتخب کونسلروں اورمبصرین کی پارٹی آئین کے مطابق ایک خاص تعدادشریک ہوتی ہے قومی کانگریس پارٹی کی تین سالہ کارکردگی کا جائزہ لیتی ہے اورآئندہ کالائحہ عمل مرتب کرتی ہے اور پارٹی کے مرکزی عہدیداروں کا انتخاب کرتی ہے پارٹی کے آئین میں ترمیم کا اختیاربھی قومی کانگریس قومی کانگریس ہی کے پاس ہے۔

ساتویں قومی کانگریس میں ملک بھر سے پارٹی کے مرکزی اورصوبائی عہدیداروں، مرکزی کمیٹی کے ممبران اور منتخب کونسلروں کے علاوہ مبصرین نے بھی بڑی تعدادمیں شرکت کی کانگریس میں بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (پجار) کے وفدسمیت خواتین کی ایک بڑی اور پرجوش تعداد میں شرکت سے یہ اندازہ لگایا جاسکتاہے کہ بلوچ خواتین قومی سیاست میں اپنا کرداراداکرنے کے لیے شعوری طور پر تیار ہوچکی ہیں قومی کانگریس کی سب سے نمایاں بات یہ تھی کہ کانگریس میں شریک ہونے والوں میں بڑی تعداد جوانوں، نوجوانوں اورخواتین کی تھی نیشنل پارٹی کی مرکزی، صوبائی ،ڈسٹرکٹ اورتحصیل کی قیادت کواس بات کا کریڈٹ دیاجانا جاتاہے کہ انہوں نے پارٹی میں نوجوان خون اور خصوصاً خواتین کی پارٹی میں شمولیت کے لیے خاص توجہ سے کام کیاہے۔ کانگریس کے چارروزہ اجلاسوں کونیشنل پارٹی ڈسٹرکٹ کوئٹہ کے صدر حاجی عطامحمد بنگلزئی کی

قیادت میں نہایت نظم وضبط کے ساتھ منظم کیا، نیشنل پارٹی کی ممبر شپ کو کمپیوٹرائز کرنے والی پوری ٹیم مبارک باد کی مستحق ہے۔26 نومبر کو ساتویں قومی کانگریس کا اجلاس زیر صدارت مرکزی صدر ،سابق وزیراعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صبح 10 بجے شروع ہوا۔

پہلے روز کے اجلاس سے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا کہ عالمی سطح پر دنیا کے اندر ایک اقتصادی رسہ کشی جاری ہے دنیا یونی پولر سے ملٹی پولر میں تبدیل ہوگئی ہے اس اقتصادی دوڑ میں چین ہندوستان اور برازیل سر اٹھا رہے ہیں امریکہ نے اپنے جنگی ساز وسامان کے فروخت کے لیئے دنیا پر جنگ مسلط کر رکھی ہے اور اس کا بغل بچہ اسرائیل فلسطین بالخصوص غزہ پر ہزاروں ٹن بارود استعمال کر کے ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو ہلاک زخمی اور معذور کر رہا ہے، یہ جنگ وسعت اختیار کر کے جب ایران کو اپنے لپیٹ میں لے گی تو سب سے زیادہ ہم متاثر ہونگے ،سعودی عرب جیسے ممالک انتہائی پسندی سے نکل کر لبرل ازم اور ٹورازم کی جانب بڑھ رہے ہیں جبکہ دوسری جانب افغانستان میں عوام بالخصوص خواتین کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے، اسی طرح یہ بھی ایک المیہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت برائے نام ہے تمام اداروں کو اسٹیبلشمنٹ نے قبضہ کر رکھا ہے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہورہے ہیں لوگ لاپتہ ہورہے ہیں سیاسی کارکن جیلوں میں ہیں مارشل لا سے بدترین حالات ہیں ملک خارجی طور پر مکمل طور پر تنہا ہوگیا ہے ہمسایہ ممالک سے تعلقات انتہائی ناگفتہ بہ ہیں اس لیئے ملک پروکسی جنگوں کے لپیٹ میں ہے طاقت کا سرچشمہ عوام کو تسلیم کرنے کے بجائے طاقت کا سرچشمہ اسٹیبلشمنٹ کو بنایا گیا ہے، بڑی سیاسی جماعتیں تحفظ جمہوریت کے پی ڈی ایم اور میثاق جمہوریت کے نعرہ سے منکر ہوگئی ہیں بلوچستان جیسی اہم قومی وحدت کو کالونی تصور کر کے 2018 اور 2023 کے الیکشن کو آکشن میں تبدیل کر کے انتخابی نتائج کو تبدیل کیا گیا اس سے انسرجنسی کو مزید تقویت حاصل ہوئی نوجوان پارلیمانی سیاست اور جمہوریت سے مایوس ہوگئے، قوم پرست قوتوں کو دیوار سے لگانے کے لیئے جو ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ہیں اس کو آج تک عوام نے قبول نہیں کیا جس کے نتیجے میں بلوچستان اسمبلی بے توقیر ہوگیا اور ایسی کمزور حکومت تشکیل پائی کہ نائب تحصیلدار سے بیوروکریسی تک کا تقرر و تبادلہ حکومت و اسٹیبلشمنٹ کر رہی ہے لیکن دوسری جانب بلوچستان کے عوام نے بھی اپنے بنیادی قومی و تاریخی حقوق سے دستبردار نہ ہونے کا تہیہ کر رکھا ہے جس کی بدولت نیشنلزم کو فروغ حاصل ہورہا ہے، نیشنل پارٹی ملک بھر کے قوم دوست انسان دوست اور ترقی پسند سیاسی کارکنوں کو یکجا کر کے سیاسی کارکنوں کا مضبوط قلعہ بن چکا ہے اجلاس میں پارٹی کے مرکزی سیکریٹری جنرل سینیٹر جان محمد بلیدی نے مرکزی سیکریٹری رپورٹ پیش کی جبکہ بلوچستان کے جنرل سیکریٹری خیر بخش بلوچ سندھ کے جنرل سیکریٹری مجید بلوچ پنجاب کے صدر ملک ایوب خیبر پختونخواہ کے جنرل سیکریٹری حمید اللہ نے اپنے اپنے وحدتوں کے رپورٹس پیش کیئے مرکزی سیکریٹری اطلاعات اسلم بلوچ، مرکزی سوشل میڈیا سیکریٹری ولید بزنجو مرکزی خواتین سیکریٹری یاسمین لہڑی مرکزی لیبر سیکریٹری مرزا مقصود اوور سیز سیکریٹری حفیظ بلوچ صوبائی ماہیگیر سیکریٹری آدم قادر بخش، پارٹی آرگن جہد کے ایڈیٹر ایوب قریشی مرکزی فنانس سیکریٹری حاجی فدا حسین دشتی مرکزی سیکریٹری قانون راحب خان بلیدی ایڈوکیٹ بی ایس او پجار کے مرکزی سیکریٹری جنرل ابرار برکت نے اپنے اپنے رپورٹس پیش کیے اور نیشنل پارٹی بلوچستان کے صدر رکن صوبائی اسمبلی رحمت صالح بلوچ پنجاب کے جنرل سیکریٹری طالب حسین سندھ کے صدر تاج مری اور خیبر پختونخواہ کے صدر سرفراز احمد نے خطاب کیا اسٹیج سیکریٹری کے فرائض خیر بخش بلوچ اور علی احمد بلوچ نے سرانجام دیا۔ڈاکٹر مالک بلوچ کے خطاب کے بعد مرکزی سیکریٹری جنرل جان محمد بلیدی نے رپورٹ پیش کی جس میں ملک کی سیاسی ،معاشی ،سماجی اور امن وامان کے حوالے سے آگاہی موجود تھی اس کے بعد چاروں قومی وحدتوں کی رپورٹیں ہوئیں اس کے بعد تمام شعبہ کے سیکریٹریز اپنے شعبوں سے متعلق رپورٹیں پیش کی مرکزی سیکریٹری رپورٹ پر نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس کے کونسلروں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ساتویں قومی کانگریس کے دوسرے دن کا اجلاس مرکزی صدر سابق وزیراعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کی زیر صدارت شروع ہوا اجلاس سے سابق سینیٹر اور نیشنل پارٹی بزرگ رہنما میر طاہر بزنجو، سابق سینیٹر کہدہ اکرم دشتی، رجب علی رند، بابو گلاب بلوچ، واجہ اشرف حسین سمیت درجنوں رہنماؤں اور کونسلروں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملکی سیاست پر اسٹیبلشمنٹ کا مکمل طور پر قبضہ ہے بڑی سیاسی جماعتوں نے جمہوریت سمیت عوام کے حق حکمرانی پر سمجھوتہ کر لیا ہے صورت حال یہ ہے کہ اس وقت بلوچستان میں مارشل لاء سے بدترین صورت حال ہے ہر ہفتے درجنوں نوجوان لاپتہ ہوتے ہیں اور مسخ شدہ لاشیں پھینکی جاتی ہیں پھر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے سیاسی کارکنوں کو بدنام زمانہ فورتھ شیڈول میں ڈال کر انہیں اذیتوں سے دوچار کر دیا جاتا ہے لیکن اس ظلم وستم کے باوجود بلوچستان کے عوام ظلم و جبر اور استحصال کے اس نظام کے خلاف میدان عمل میں جدوجہد کر رہے ہیں۔

نیشنل پارٹی کے رہنماؤں نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد ملک کے پہلے عام انتخابات 1970ء ہوئے جن میں بنگالیوں کے مینڈیٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں ملک ٹوٹ گیا۔1973ء میں بچے کچے پاکستان کے اندر بہت بڑی جدوجہد کے ساتھ ایک متفقہ آئین بنایا گیا حالانکہ اس آئین پر بلوچستان کے کچھ نمائندوں کو اعتراض بھی تھا اس کے باوجود یہ آئین بنا مگر مقتدر قوتوں نے اس آئین کو تسلیم نہیں کیا اور ایک وفاقی مملکت کو وحدانی

اور یہ تنظیمی بہتری کسی آمریت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ سیاسی پراسیس میں رہ کر شعوری سطح کی بلندی کے دم قدم سے ہے ۔ یہ کافی محنت کا نتیجہ ہے ۔ نیشنل پارٹی کے آئین کے مطابق بلوچستان کا مسئلہ ایک قومی اور سیاسی مسئلہ ہے ۔ اس کا حل مذاکرات میں ہے، آپریشن اس کا حل نہیں ہے ۔ لاپتہ افراد کی رہائی اس کے ساتھ جڑی ہوئی شرط ہے ۔ قومی وحدتوں اور ان کے وسائل پر انہی کا حق تسلیم کرنا بیس لائن ہے ۔ اس کے بعد امن وامان، ایجوکیشن، عوام کو روزگار کی فراہمی، کاروبار کی یقین دہانی کی پالیسی اس کے بعد آتی ہے ۔ تمام سیاسی قوتوں کے ساتھ بات چیت ، بلوچستان کے عوام کے مینڈیٹ کا احترام اور حقیقی قوم پرست قیادت کو عوام کی خدمت کے لیے موقع فراہم کرنا۔ پارٹی نے بلوچ یکجہتی کمیٹی کی نئی حقیقت کو تسلیم کیا اور اس کے تحت برپا کردہ راجی مچی کی مقدور بھر مدد کی۔ نیشنل پارٹی نے لاپتہ افراد کی بازیابی، بارڈر ٹریڈ، کیسکو کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ، گیس کی بندش، غیر قانونی ٹرالنگ، سمندری حیات کی نسل کشی اور ریکوڈک پر خفیہ معاہدے سمیت تمام عوامی ایشوز پر بھرپور احتجاج کیا۔ مندرجہ بالا امور عوام کے لیے خوش قسمتی ہیں۔ بالخصوص بلوچ عوام کے لیے جن پہ شہری سیاست کا میدان روز بروز تنگ کیا جا رہا ہے ۔ مگر یہ سب کچھ کافی نہیں ہے ۔ ساری پابندیوں، سختیوں کے باوجود اس پارٹی کی لیڈر شپ میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ مزید بہتری کی طرف جائے ۔ اس پارٹی میں موجود قومی ادراک رکھنے والے لوگوں کو اندازہ ہوگا کہ پارٹی کی موجودہ ممبر شپ بالکل بھی کافی نہیں ہے ۔ بلوچستان برصغیر جتنا بڑا صوبہ ہے ۔ ایک علاقہ دوسرے علاقے سے معاشی، سیاسی اور ثقافتی لحاظ سے کٹا ہوا رہا ہے ۔ ایسے صوبے میں سیاسی پارٹی کے لیے دگنی تگنی ممبر شپ چاہیے ۔ اس طرف بہت توجہ اور بہت محنت کی ضرورت ہے ۔ کارکنوں کی سیاسی تربیت کے لیے کوئی انتظام اور کوئی ڈھانچہ موجود نہیں ہے ۔ مرکزی سطح پر بھی اور مقامی سطح پر بھی ۔ سٹڈی سرکل نہیں ہوتے، مطالعے کے لیے نصاب مخصوص نہیں ہے ۔ یہ تو شکر ہے کہ بلوچستان کی عمومی فضا ایسی ہے کہ سیاسی کارکن کتاب پڑھتا ہے ۔ اخبار، رسائل اور سوشل میڈیا دیکھتا ہے ۔ مگر پارٹی کی طرف سے منظّم انداز میں یہ شعبہ نظر انداز ہے ۔ یہ اتنی بڑی کمزوری ہے جس کا خمیازہ آئندہ کی باشعور کی نسلوں کو بھگتنا ہوگا ۔ اس پارٹی نے ایک روزنامہ اخبار کی ملکیت کا دعوی تو کر رکھا ہے مگر اصل بات یہ ہے اس کے پاس کوئی ترجمان اخبار ہے ہی نہیں ۔ حتی کہ پارٹی کے پاس کوئی تسلسل سے چلنے والا کوئی ماہوار رسالہ موجود نہیں ہے ۔ سوشل میڈیا کا اس کا استعمال بھی بس واجبی سا ہے ۔ تصور کیا جاسکتا ہے کہ پارٹی اپنی قیادت اور ورکرز کے درمیان سیاسی و نظریاتی روابط میں کس قدر کمزور ہیں ۔ پارٹی کے سیکریٹری جنرل رپورٹ میں اس تباہ کن کمزوری کا تذکرہ تک نہیں تھا ۔ گو کہ پارٹی کی دو ایک ماس آرگنائزیشنز ہیں مگر وہ بھی برائے نام خانہ پری تک ہیں ۔ انہیں منظّم کرنے کی ضرورت ہے، متحرک کرنے کی ضرورت ہے ۔ ضرورت ہے کہ ان کی تعداد بڑھائی جائے ۔ مثلاً کسانوں کی کوئی تنظیم نہیں ہے ۔ ماہی گیروں اور معدنی مزدوروں کی کوئی تنظیم موجود نہیں ہے ۔ ایسی تنظیمیں ہی تو ایک واقعتاً جمہوری پارٹی کا اہم ستون ہوتی ہے ۔ اس پارٹی کو اپنی سیاسی، معاشی اور ثقافتی پالیسی مزید واضح کرنے کی ضرورت ہے ۔ نیچے ورکرز کی حد تک پارٹی پالیسیاں وضاحت کے ساتھ لے جانی ہوں گی ۔ بلا شبہ اس پارٹی کے لیے بہت سی مشکلات موجود ہیں ۔ اس کے لیڈروں کی نقل و حرکت آزادانہ نہیں ہے ۔ انہیں اپنی جان کی حفاظت کا معاملہ درپیش رہا ہے ۔ ایسے میں صوبہ بھر میں ان کے دورے کرنے کی فرمائش بڑی ناترسی ہوگی ۔ مگر اس کی ضرورت بہت زیادہ ہے ۔ اس کی کوئی نہ کوئی راہ نکالنی ہوگی ۔ حیرت ہے کہ موجودہ کانگریس کی سیکریٹری جنرل رپورٹ میں تجزیہ نامی حصہ ہی موجود نہیں ہے ۔ عالمی صورتِ حال اس سیاسی پارٹی کا گویا واسطہ ہی نہیں ہے ۔ سپر پاور امریکا کیا ہے ؟، مشرقِ وسطی میں کیا تباہی جاری ہے ۔ روس یوکرین جنگ کدھر جا رہی ہے، بین الاقوامی مالیاتی ادارے کیا کیا سفا کی کر رہے ہیں ۔ امریکی الیکشن میں ٹرمپ کی کامیابی کے کیا اثرات ہوں گے ۔ کچھ بھی نہیں، ذکر تک نہیں ۔ اسی طرح ہمارے پڑوسی ممالک بالخصوص چین، ایران اور افغانستان کی داخلی، معاشی اور خارجی پالیسیوں کا ذکر نہیں ۔ سیکریٹری رپورٹ میں یوں لگتا ہے جیسے ہم ایک خود کفیل جزیرے میں بند ہوں اور ہم پہ خارجی اثرات نہ پڑتے ہوں ۔ ایسی لنگ رپورٹ بلوچستان سے جائے اس کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا ۔ اسی طرح یہاں بلوچستان کے اندر موجود طبقات کی نوعیت کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے ۔ طبقاتی تضادات، مناقشوں اور ان کے بیچ طاقت کے توازن سے چشم پوشی کی گئی ۔ ماحولیاتی معاملات کدھر جا رہے ہیں، آمریت سے جان چھڑانے کی راہیں کیا ہیں، عورتوں کی سماجی حیثیت کو بہتر کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے ...... مکمل خاموشی، بلوچستان میں دیگر جمہوری قوتوں کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ۔ سیکریٹری جنرل رپورٹ میں ان جمہوری سیاسی سماجی اور ادبی قوتوں کے ساتھ پارٹی کے روابط کی ضرورت کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ۔ اچھی بات ہے کہ یہ پارٹی اپنی چار روزہ طویل کانگریس میں ایک بڑے بک سٹال کے سائے میں رہی ۔ اس میں ہزاروں کی تعداد میں، اور ہزاروں روپوں کی کتابیں خریدی گئیں ۔ سیاسی کتابیں، فلسفہ اور معیشت پر کتابیں اور بلوچستان کی تاریخ اور سیاسی تاریخ پہ کتابیں ۔

☆......☆......☆

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس

سیکریٹری رپورٹ/جان محمد بلیدی

نیشنل پارٹی کے ساتھی، مرکزی قومی کانگریس میں شریک مرکزی وحدت، بلوچستان کے کونسلروں، سیاسی رہنماؤں، مختلف جمہوری اداروں سے تعلق رکھنے والے مبصرین کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

نیشنل پارٹی جمہوریت، جمہوری حکمت عملی اور جمہوری مرکزیت واصولوں پر سیاسی و نظریاتی کارکنوں کی تربیت پر یقین رکھتی ہے۔ یہ ہمیشہ قومی کانگریس کے باقاعدہ انعقاد کو جمہوری و سیاسی روایتوں کا پابند بناتی ہے اور یہ اعزاز ہمیں دیگر سیاسی پارٹیوں سے منفرد بھی کرتا ہے۔ جس کے اعتراف میں ملک کے نامور ادارے جمہوریت کے حوالے سے ہونے والے اپنے سروے میں ہمیشہ کہتے آئے ہیں کہ نیشنل پارٹی کے سیاسی کارکن اور رہنما قومی کانگریس میں ملکی و سیاسی صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں، حکمتِ عملی مرتب کرتے ہیں اور نئی قیادت کا چناؤ جمہوری انداز میں کرتے ہیں اور نیشنل پارٹی کی قیادت اور پارٹی پالیسیوں پر بے رحمانہ تنقید بھی کرتے ہیں۔ یہی نیشنل پارٹی کا کلچر ہے۔

گزشتہ مرکزی کمیٹی کے اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ ساتویں مرکزی قومی کانگریس، نیشنل پارٹی کے نظریاتی و فکری رہنما، دانشور، صوبہ پختون خوا کے سابق صدر سید مختار باچا کے نام سے منسوب کی جائے گی۔ سید مختار باچا نے نیشنل پارٹی کی فکری نشونما اور سیاسی حکمتِ عملی میں اہم کردار ادا کیا۔ وہ ایک ثابت قدم اور مستقل مزاج نفیس اور کھلے مزاج کی شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی طبقاتی نابرابری کے خاتمے، قوموں کی خودمختاری، جمہوریت کے استحکام اور عوام کی بالادستی کے لیے وقف کی۔ ان کی رحلت سے نیشنل پارٹی خیبر پختون خوا اور قوم پرست سمیت طبقاتی تحریک ایک اہم قومی رہنما سے محروم ہوگئی۔ مختار باچا نے مظلوم

طبقات اور محکوم قوموں کے حوالے سے زندگی بھر ثابت قدمی کے ساتھ جدوجہد کی۔ انہوں نے محکوم طبقات و قومی برابری کے لیے آوازِ حق بلند کی۔ مختار باچا کا ملک میں طبقاتی و کمیونسٹ تحریک میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔ نیشنل پارٹی کے ساتھ منسلک رہنے کے بعد پارٹی کو ملک بھر کی طبقاتی جدوجہد کے ساتھ جوڑنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی کوشش رہی کہ ملک بھر میں موجود طبقاتی جدوجہد کرنے والے تمام سیاسی گروپس کو نیشنل پارٹی کے پلیٹ فارم سے متحد کریں جس میں بڑی حد تک انہیں کامیابی بھی ہوئی۔ نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس مختار باچا کو ان کی سیاسی وقومی خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کرتی ہے۔

پاکستان اس وقت شدید سیاسی و مالی بحران میں مبتلا ہے اور یہ سلسلہ کئی دہائیوں سے جاری ہے۔ ملک کی مقتدرہ اشرافیہ کے گٹھ جوڑ سے ملک سیاسی طور پر منتشر اور معاشی طور پر مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔ مقتدرہ ملک کی سیاسی قیادت کو اپنے زیر اثر کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوگئی ہے جو اس ملک میں جمہوریت عوام کی حکمرانی، پارلیمنٹ کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کے سامنے بڑی رکاوٹ ہے۔ ملک کے جمہوری ادارے مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔ تمام جمہوری اور دیگر ادارے مقتدرہ کے زیر سایہ کام کر رہے ہیں۔ ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں اور قیادت نے مقتدرہ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ حالیہ مقتدرہ اور اشرافیہ کنٹرول ملک میں جمہوریت کے استحکام، پارلیمنٹ کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ملک میں جمہوریت کے استحکام و منصفانہ انتخابات کے لیے پاکستان میں بننے والے سیاسی اتحاد پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ نے اپنی سیاسی تحریک میں مقتدرہ اور اس کی پالیسیوں کو بے نقاب کرنے میں اہم کردار ادا کیا لیکن عدم اعتماد کی کامیابی کے بعد پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ میں شامل سیاسی جماعتیں اپنے سیاسی موقف سے یکسر مکر گئیں اور اقتدار حاصل کرنے پر مقتدرہ کی بی ٹیم کا کردار ادا کرنے لگیں۔ پی ڈی ایم کی غلطیوں نے ایک بار پھر تحریک انصاف کو مظلوم بنا کر عوام کے سامنے پیش کر دیا۔ جس کی وجہ سے آج وہ ملک کی سب سے بڑی پارٹی بن کر سامنے آگئی

ہے۔

پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ کی تحریک سے بننے والی حکومت نے ملک میں جاری معاشی بحران کو مزید گہرا کر دیا جس کے سبب مہنگائی اور بیروزگاری میں بے پناہ اضافہ ہوتا گیا۔ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کی گئی حکومت نے مل کر پہلے مرحلے میں وزرا سے مل کر بلوچستان منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں انتہائی منفی کردار ادا کیا۔

نیشنل پارٹی نے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا اور بلوچستان بھر میں بھرپور انداز میں کامیابی حاصل کی۔ نیشنل پارٹی کی نوجوان قیادت نے بلدیاتی انتخابات میں جو کردار ادا کیا، وہ قابلِ ستائش ہے لیکن پی ڈی ایم کی حکومت اور مقتدرہ کے گٹھ جوڑ سے بلوچستان میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے نتائج کو دوسرے اور تیسرے مرحلے میں نتائج کو تبدیل کر دیا گیا جس سے تعلیم یافتہ اور سماجی طور پر باشعور حلقے میں مقتدرہ نے بلدیاتی نتائج کو تبدیل کرتے ہوئے سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں کی جگہ ڈرگ مافیا کو کامیاب کرایا اور اسی تناظر میں بلوچستان بھر کے نتائج کو تبدیل کرنے کی بہت بڑی سازش کی گئی جس میں مقتدرہ سے جڑے سیاسی گروپوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔

دوستو!

جنرل مشرف کے مارشل لانے ملک میں سیاسی و جمہوری اداروں کو کمزور کرنے کے لیے سیاسی عمل میں باقاعدہ ملازم پارٹیوں اور سیاسی قیادت کو اپنے ساتھ ملایا۔ اس حوالے سے ملک بھر کی سیاسی پارٹیوں سے باقاعدہ رابطے کیے گئے جن سیاسی و جمہوری پارٹیوں نے باقاعدہ مشرف منصوبہ کا حصہ بننے سے انکار کیا، ان کے خلاف باقاعدہ سازشوں کا آغاز کیا گیا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ مقتدرہ نے اقتدار پر براہِ راست قبضہ کرنے کے لیے منصوبے میں بنیادی تبدیلیاں لا کر سول مارشل لا کی صورت میں اپنی بلاواسطہ مداخلت کے لیے نئی حکمتِ عملی کا ملک بھر میں آغاز کر دیا اور سماج کو تقسیم کر کے سیاسی پارٹیوں کے خلاف محاذ بنانے شروع کر دیے، مردہ سیاسی گروہوں میں جان ڈال کر مسلم لیگ ق جیسی پارٹیوں میں اپنے من پسند افراد کو سرکاری سرپرستی میں، مکمل سپورٹ سے الیکشن جتوانے کا منصوبہ بنا کر اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ یہ منصوبے کوئی نئے نہیں تھے کیونکہ پاکستان اپنے قیام سے تا حال ایک بڑی کشمکش میں مبتلا رہا ہے۔ مقتدرہ کی اپنی ایک مضبوط سوچ رہی ہے جس کے تحت اس ملک میں مقتدرہ کے ریاست پر مستقل قبضہ برقرار رکھنے کے لیے منصوبے بنتے رہے ہیں۔

پاکستان ایک تصور کثیر القومی ریاست ہونے کے باوجود جہاں صدیوں سے قومیں اپنی سرزمین، ثقافت، زبان و کلچر اور جغرافیہ رکھتی ہیں۔ ان سے انکار کر کے ایک پاکستانی یا مسلمان قوم کی بنیاد رکھنے کی ناجائز کوشش جاری رہی ہے جس سے قوموں کے وجود سے انکار، ان کی زبان و ثقافت اور قومی خودمختاری اور وسائل پر ان کے اختیار کے برخلاف مضبوط و مستحکم پاکستان کے تصور کے ساتھ ملک میں جمہوری پارلیمانی سیاست کی بجائے صدارتی نظام کا پرچار رہا ہے۔ قومی وحدتوں کو انتظامی بنیادوں پر ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سوچ کی آبیاری کی کوشش بار بار کی گئی۔ جمہوری سیاسی قیادت، قوم پرستوں کو قوتوں اور مقتدرہ کے درمیان یہ آنکھ مچولی دہائیوں سے جاری ہے لیکن مقتدرہ اپنے ان ناپاک عزائم میں بری طرح ناکام رہی ہے۔

1970ء میں ون یونٹ کے خاتمے کے بعد ملک میں ون مین ون ووٹ کی بنیاد پر انتخابات ہوئے جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش کا بن جانا اور موجودہ پاکستان میں 1973ء کے آئین کا وجود میں آنا بنیادی تبدیلیاں ہیں۔ پنجاب، سندھ، پشتون خوا اور بلوچستان میں صوبائی اسمبلیوں کے قیام اور وفاق میں سینٹ کے قیام نے مقتدرہ کے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔ دستور میں آٹھویں آئینی ترمیم کی وجہ سے قوموں کی خودمختاری اور اختیارات میں اضافے سے جمہوری پارلیمانی نظام مستحکم ہوا۔ پارلیمنٹ کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کے لیے بہتر انداز میں راستے ہموار ہوتے گئے۔

بلوچستان کی سیاست میں 2002ء کے انتخابات سے انتخابی عمل میں مقتدرہ کی براہِ راست مداخلت سے بلوچستان میں ایک مصنوعی قیادت کی بنیاد جنرل پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں ڈال دی گئی جس کی آبیاری 2008ء کے انتخابات کے بائیکاٹ سے ہوئی۔ قوم پرست قیادت کے 2008ء کے انتخابات کے بائیکاٹ نے مقتدرہ کی منصوبہ بندی کو بلوچستان میں کامیاب بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ بائیکاٹ کا پلان کس نے دیا اور کس نے اس پر عمل درآمد کرایا اور کن کے مقاصد مقاصد پورے ہوئے؟ اس پر ریسرچ کرنے کی ضرورت ہے۔

بعدازاں ملک بھر میں مقتدرہ کا منصوبہ بے نظیر بھٹو کی راولپنڈی میں شہادت کی وجہ سے چکنا چور ہوا۔ بے نظیر کی شہادت کے بعد مقتدرہ کو ملک بھر میں اپنے منصوبے سے پیچھے ہٹنا پڑا لیکن بلوچستان میں قوم پرست قیادت کے انتخابات میں بائیکاٹ کی وجہ سے مقتدرہ بلوچستان کی سیاست میں کامیاب ہوئی اور بلوچستان میں ایک حقیقی قوم پرست جمہوریت پسند قیادت کی جگہ وہ ایک مصنوعی قیادت عوام کے سامنے لانے میں کامیاب ہوئے۔

یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ مقتدرہ کی جمہوری عمل میں سیاسی بنیاد، فاٹا رہا ہے جہاں سے منتخب افراد کو ایک ٹول کے طور پر مقتدرہ ہر وقت استعمال کرتی رہی ہے لیکن فاٹا کے بعد اب مقتدرہ کی سیاست کا محور بلوچستان بن گیا ہے۔ 2002ء، 2008ء، 2013ء اور 2024ء کے انتخابات میں مقتدرہ نے بلوچستان کے انتخابات پر خصوصی توجہ مبذول کی جس کے بہت ہی مثبت نتائج ان کے حق میں برآمد ہوئے۔ بلوچستان کی مصنوعی قیادت کو الگ سیاسی شناخت کے طور پر زندہ رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن اس میں ناکامی کے بعد اس مصنوعی قیادت کو ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں میں جگہ فراہم کی گئی ہے جو مختلف سیاسی جماعتوں کے نام پر اپنی شناخت بنانے کو بلوچستان میں حکومت کا حصہ ہیں۔

آج پاکستان کی اقتصادی صورت حال انتہائی گمبھیر ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ اب تک اس اقتصادی زبوں حالی سے نکلنے کا کوئی منصوبہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ حکمران اپنے اخراجات بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے حاصل ہونے والے قرضوں سے پورے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پاکستان ہر آنے والے دن کے ساتھ مزید قرضوں کی دلدل میں دھنستا جا رہا

ہے۔ پاکستان کا قرضہ 2024ء کے جولائی تک 60.69 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا ہے لیکن پاکستان کو اپنے روزمرہ اخراجات پورا کرنے کے لیے مزید قرضوں کی ضرورت ہے۔ پاکستان کا حالیہ بجٹ 18 ہزار بلین کا تھا جس سے بیرونی قرضوں کی ادائیگی 10 ہزار ارب روپے بنتی ہے۔ جب کہ اس سال 35 فیصد اضافی آمدنی کے بعد صرف 12 ہزار بلین کا تخمینہ رکھا گیا ہے۔200 ارب کا دفاعی بجٹ ہے جبکہ 1400 ارب روپے پنشن کی مد میں درکار ہوتے ہیں۔ ملک کے چاروں صوبے اپنا این ایف سی کا شیئر بھی اسی بجٹ سے حاصل کرتے ہیں۔ اب اس کے بعد ملک کو چلانے کے لیے پھر بیرونی قرضوں کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ملک کی برآمدات، مہنگی بجلی اور خام مال پر بڑھتے ہوئے ٹیکس کی وجہ سے رک گئی ہیں۔ ملک میں ڈالرز نہ ہونے کی وجہ سے ایل سی بند پڑے ہیں۔ ملک کے تمام بڑے ادارے خسارے میں چل رہے ہیں۔ پاکستان ریلوے زبوں حالی کا شکار ہے۔ پی آئی اے کو کوئی لینے کو تیار نہیں ہے۔ سٹیل ملک کو بند کر دیا گیا ہے۔ پاکستان میں چلنے والے تمام پرائیویٹ ایئر لائنز منافع میں چل رہی ہیں لیکن پاکستان ایئر لائن نقصان میں ہے۔ سول ایوی ایشن کو پرائیویٹ کمپنیوں کو دیا جا رہا ہے۔ مہنگائی و بے روزگاری آسمان کو پہنچ گئی ہے۔ روپیہ، ڈالر کے مقابلے میں آئے روز گرتا جا رہا ہے۔

پاکستانی معیشت میں بہتری کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں لیکن اس کے باوجود کرپشن میں پاکستان ایک بار پھر دنیا سے بازی لے گیا ہے۔ پاکستانی معیشت کی زبوں حالی کا خمیازہ عوام مہنگائی کی صورت میں ادا کر رہے ہیں۔ صنعتیں روز بروز بند ہو کر دنیا کے دیگر ملکوں میں منتقل ہو رہی ہیں۔ جس سے بے روزگاری میں آئے روز اضافہ ہوتا نظر آرہا ہے۔ پاکستان کو بین الاقوامی اداروں سے قرضوں کے حصول کے لیے چین، سعودیہ، یو اے ای، قطر اور دیگر دوست ملکوں کی مدد کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ دوست ملکوں کے بیل آؤٹ پیکیج کی بنیاد پر پاکستان اپنے دن گزار رہا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان اپنے غیر ترقیاتی اخراجات، کرپشن، اور اقربا پروری پر توجہ دینے کو تیار نہیں ہے۔ کرپشن اور منصوبہ بندی میں فقدان، دو بڑی بیماریاں ہیں، جنھوں نے ملک جو آج یہاں تک پہنچا دیا ہے۔

اس گمبھیر صورتحال کے باوجود، دوسری طرف پاکستان کے اپنے تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعلقات خراب ہیں۔ جن کو بہتر بنانے پہ کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ایران، ہندوستان دو ایسے ممالک ہیں جن سے تجارتی تعلقات کو بہتر کر کے پاکستان اپنے معاشی و اقتصادی معاملات پر بڑی حد تک قابو پا سکتا ہے جس سے علاقے میں روزگار کے ذرائع بھی بڑھ سکتے ہیں اور امن و امان بہتر ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی قیادت کو چاہیے کہ وہ فوری طور پر ہندوستان اور ایران کے ساتھ اپنے دوطرفہ اقتصادی، سیاسی اور علاقائی مسائل پر سنجیدہ گفتگو کرے۔ ساتھ ہی اندرونی مسائل پر توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے۔

دوستو!

نیشنل پارٹی کی چھٹی کنگ قومی کانگریس کے کامیاب انعقاد کے بعد پارٹی قیادت اور کارکنوں نے پارٹی کو ملک بھر اور خصوصاً بلوچستان و پنجاب میں وسعت دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ پارٹی قیادت نے تین سالوں میں پارٹی اداروں کو فعال و متحرک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ پارٹی کے اداروں کے اجلاس باقاعدگی کے ساتھ ہوتے رہے جہاں درپیش سیاسی اور تنظیمی مسائل زیر بحث آئے۔ جن پر وقت وحالات کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کیے گئے۔ میر جمہوریت میر حاصل خان بزنجو کی رحلت سے قیادت میں جو خلا پیدا ہوا، اس کو پُر کرنا انتہائی مشکل رہا لیکن پارٹی کی مرکزی قیادت نے اپنی بھرپور صلاحیتوں کو کا استعمال کرتے ہوئے ملک کی دیگر سیاسی پارٹیوں کے ساتھ مراسم کو برقرار رکھا اور ملک کے مضبوط سیاسی اتحاد پاکستان ڈیموکریٹو موومنٹ میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ملک کے انتخابی عمل میں اداروں کی مداخلت کو روکنے اور صاف شفاف انتخابات کے انعقاد کی سیاسی تحریک کو ملک بھر میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور پارٹی نے اپنا کردار جمہوری سیاسی تحریک میں بھرپور انداز میں ادا کیا۔ پی ڈی ایم کے زیادہ تر جلسے پنجاب میں ہوئے جس میں پنجاب پارٹی نے بھرپور انداز میں اپنا کردار ادا کیا۔ بلوچستان میں ہونے والے جلسوں میں پارٹی کی شرکت نمایاں اور قابلِ تعریف رہی۔ کوئٹہ تنظیم کے ساتھیوں نے اس میں بھرپور کردار ادا کیا۔

ملک میں ہونے والی مردم شماری جو وقت سے پہلے کرائی گئی، نیشنل پارٹی بلوچستان کے لیے بہت بڑا چیلنج تھا۔ پارٹی کی سیاسی قیادت نے اس چیلنج کو قومی فریضے کے طور پر قبول کرتے ہوئے اپنا سیاسی کردار ادا کیا اور بلوچستان کی آبادی کو محفوظ بنانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ بات درست ہے کہ وفاقی حکومت نے بلوچستان سے حاصل شدہ مردم شماری کے نتائج کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی برتری کو تحفظ فراہم کیا لیکن جو ذمہ داری ایک قومی سیاسی پارٹی کی بنتی ہے، نیشنل پارٹی اور اس کی وطن دوست قیادت نے ثابت کر دیا کہ وہ قومی چیلنجز میں اپنا قومی فریضہ ادا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ جس طرح نیشنل پارٹی اور اس کی قومی قیادت نے مردم شماری کو ایک کو قومی مسئلہ سمجھ کر اپنا کردار ادا کیا، دیگر سیاسی جماعتیں مردم شماری جیسے قومی معاملے پر اپنا کردار ادا کرنے میں ناکام رہیں۔

ملک بھر میں پارٹی کی تنظیم سازی میں بھی پنجاب و بلوچستان کی پوزیشن نمایاں رہی ہے۔ سندھ کی صوبائی تنظیم کو جس قدر پروگریس کرنے کی ضرورت تھی، اس قدر پارٹی سازی نہیں کر پائے اور خیبر پختون خوا کی پارٹی مختار باچا کی صحت کی خرابی سے بحران کا شکار رہی۔ مرکزی پارٹی نے کے پی کے کی تنظیم کو آپس میں جوڑنے کی بھرپور کوشش کی لیکن خاطر خواہ کامیابی سامنے نہیں آئی۔ پارٹی دوستوں کے درمیان موجود خلیج میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ آئندہ آنے والی قیادت کے لیے کے پی کے کی تنظیم ایک سیاسی چیلنج سے کم نہیں ہوگی۔ وہ کس طرح پارٹی کے سیاسی کارکنوں کے درمیان ہم آہنگی کو برقرار رکھتے ہیں اور اس میں کامیاب ہوتے ہیں، یہ ان کے لیے ایک چیلنج ہوگا۔

ملک میں جاری سیاسی عمل میں بلدیاتی اداروں کی اہمیت افادیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ مردم شماری کے بعد ملک بھر میں مقامی حکومتوں کے قیام کے عمل میں سیاسی پارٹیوں کے ساتھ نیشنل پارٹی بھی بہت زیادہ سرگرم عمل رہی ہے۔ یہ بات اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہے کہ

پاکستان کے آئین میں مقامی حکومتوں کے قیام سے متعلق کوئی واضح قانون سازی نہیں ہوئی ہے۔ وفاقی حکومت یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جاتی ہے کہ بلدیاتی حکومتوں کا قیام صوبائی تصرف میں آتا ہے، جس پر وفاق قانون سازی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتا ہے۔ دراصل اس ملک کی جمہوری و سیاسی پارٹیاں جب اقتدار سے باہر ہوں تو وہ لازماً بلدیاتی انتخابات کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن حکومت میں رہنے کے دوران ان کی بڑی کوشش رہتی ہے کہ بلدیاتی انتخابات سے اجتناب برتیں۔ لیکن یہ جمہوریت کا ایک اہم ستون ہے، جس کی اہمیت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نیشنل پارٹی نے حالیہ انتخابات میں جاری اپنے انتخابی منشور میں اس پر دوٹوک موقف اپنایا ہے۔ ملک کی سیاسی جماعتیں چونکہ بلدیاتی انتخابات کے انعقاد میں دلچسپی نہیں رکھتی ہیں، اس لیے اس پر قانون سازی سے دور بھاگتی ہیں۔ جس کی وجہ سے فعال متحرک بلدیاتی نظام تشکیل نہیں پاتا ہے۔ تاہم نیشنل پارٹی کا موقف اور واضح پالیسی ہے کہ بنیادی جمہوری اداروں میں بھرپور شرکت کرنے کی کوشش کی جائے۔ حالیہ بلدیاتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں بلوچستان میں پارٹی نے بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔ بلدیاتی انتخابات کے دوسرے اور تیسرے مراحل بہت ہی زیادہ مشکل اور پیچیدہ ہوتے ہیں۔ حکمران پارٹیاں عمومی طور پر دوسرے اور تیسرے مراحل میں بلدیاتی انتخابات کے نتائج پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسی طرح بلوچستان کے گزشتہ بلدیاتی انتخابات میں ہوا۔ حالانکہ نیشنل پارٹی کے کارکنوں نے بلوچستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ جس پر کارکن داد کے مستحق ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کے سیاسی عمل سے پارٹی کو پذیرائی ملی اور عوامی رابطہ رہا۔ جس سے پارٹی کو وسعت حاصل ہوئی لیکن اس کے باوجود آخری مراحل میں ریاستی اداروں کی واضح مداخلت سے نتائج کو تبدیل کر دیا گیا۔ بلوچستان کے علاوہ پنجاب پارٹی نے بھی بلدیاتی انتخابات کو بہت زیادہ سنجیدہ لیا اور پنجاب بعض علاقوں کی یونین کونسلوں اور دیگر اداروں کے انتخابات میں بھرپور انداز میں حصہ لیا۔ جس میں پارٹی کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

بلدیاتی انتخابی عمل کارکن کو عوام سے مربوط کرنے میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے، اس عمل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پنجاب پارٹی نے نیشنل پارٹی کو پنجاب بھر میں وسعت دی۔ مالی وسائل کی کمی اس عمل میں سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ سندھ، خیبر پختونخوا کی بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کے حوالے سے کارکردگی انتہائی مایوس کن رہی۔ ساتھ میں بلوچستان کے بعض اضلاع میں پارٹی کی کارکردگی بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے بھی کافی مایوس کن رہی۔ جس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پارٹی کی تمام ضلعی تنظیموں کو پنجاب کی طرح کا طرزِ عمل کو اپنانے کی ضرورت ہے، جہاں بھی تنظیم سازی کی جائے، ساتھ میں بلدیاتی اداروں کے حوالے سے ان علاقوں میں بلدیاتی انتخابات میں نمائندگی کو یقینی بنانے کے لیے لازماً حکمتِ عملی ترتیب دی جائے۔

دوستو!

نیشنل پارٹی نے 2021ء کی کانگریس کے بعد بلوچستان بھر میں پارٹی کو فعال و متحرک کرنے کے لیے جو حکمتِ عملی اپنائی، بنیادی طور پر وہ حکمتِ عملی پارٹی کی الیکشن حکمتِ عملی کا حصہ تھی۔ بلوچستان میں پارٹی کو ایک متحرک و زندہ پارٹی بنانے کی جدوجہد 2024ء کے عام انتخابات میں رنگ لائی۔ پارٹی پہلی بار بلوچستان بھر کے بیشتر حلقوں سے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے امیدوار سامنے لائی۔ انتخابی عمل میں دوسرا مرحلہ سیاسی اتحادوں اور الیکشن ایڈجسٹمنٹ کا ہوتا ہے، ایسی حکمتِ عملی کو اپناتے ہوئے بلوچستان کی سیاسی پارٹیوں اور ملکی سیاسی پارٹیوں سے بھی رابطہ رکھا گیا۔ انتخابی عمل کے پہلے مرحلے میں امید تھی کہ جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ ایک مربوط ایڈجسٹمنٹ ہو جائے گی۔ جمعیت کی لیڈرشپ کے ساتھ پارٹی کے قیادت انگیج رہی اور بی این پی کی قیادت کے ساتھ بھی رابطہ رکھا۔ جمعیت اور نیشنل پارٹی کے درمیان خضدار کی سیٹ پر مسائل اور مشکلات کے سبب جمعیت کی مقامی قیادت نے بی این پی کے ساتھ اتحاد کر کے جمعیت اور نیشنل پارٹی کے درمیان جاری انتخابی اتحاد کے مذاکراتی عمل کو سبوتاژ کر دیا۔ اس کے باوجود جمعیت علمائے اسلام اور بی این پی کی قیادت کے ساتھ مذاکرات کرنے کی کوشش رہی لیکن جمعیت علمائے اسلام کی قیادت نے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ جمعیت کا امیدوار اب کسی بھی جگہ دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہے اور جمعیت نے اپنی ضلعی تنظیموں کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں جس بھی سیاسی تنظیم سے مناسب سمجھیں، انتخابی اتحاد کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خضدار کے علاوہ کسی جگہ پر بھی کسی بھی سیاسی پارٹی کی دوسری سیاسی جماعت کے ساتھ انتخابی ایڈجسٹمنٹ نہیں ہو پائی۔

پارٹی کارکنوں کے بلند حوصلوں کی وجہ سے پارٹی نے تاریخی انتخابی کمپین شروع کی۔ عوام سے مربوط رابطہ رکھا اور پارٹی نے بلوچستان بھر میں شاندار کامیابی حاصل کی لیکن ریاست اور اس کی حواری پارٹیوں نے ریاستی اداروں کے تعاون سے نیشنل پارٹی کے انتخابی نتائج کو تبدیل کر کے پارٹی کی شاندار کامیابی کو ناکامی میں تبدیل کر دیا۔ حالانکہ پارٹی کی مرکزی قیادت نے پارٹی مینڈیٹ کو تحفظ فراہم کرنے اور شفاف انتخابات کے لیے بھرپور مہم بھی چلائی تھی۔ پاکستان کی سرکردہ سیاسی قیادت سے ملاقات کر کے انتخابی عمل کو شفاف بنانے کے لیے زور ڈالا تھا جس پر پارٹی کی مرکزی قیادت کو یقین دہانی بھی کرائی گئی تھی لیکن انتخابی عمل کے آخری مراحل میں پاکستان کے سکیورٹی اور خفیہ اداروں کے اہلکاروں نے شب خون مار کر انتخابی نتائج کو راتوں رات تبدیل کر دیا۔

انتخابی عمل میں پنجاب پارٹی کی کارکردگی بھی قابلِ تعریف رہی۔ پارٹی نے اپنی بساط کے مطابق پنجاب میں صوبائی و قومی اسمبلی کی نشستوں پر امیدوار کھڑے کیے اور ان کے لیے بھرپور انتخابی کمپین بھی منظم کی۔ تقریباً پنجاب کے بیشتر اضلاع میں پارٹی نے اپنی نمائندگی ثابت کر دی۔ اس وقت پنجاب کے بیشتر اضلاع میں پارٹی کی آرگنائزیشن بھی موجود ہے جس کی وجہ سے وہ انتخابی اور سیاسی عمل میں بھرپور انداز میں حصہ لیتے ہیں۔ اس حوالے سے پنجاب کے صدر ایوب ملک کی کارکردگی کی تعریف نہ کرنا بخیلی میں شمار ہوگا۔ ایوب ملک دن رات پارٹی کو فعال و متحرک کرنے میں اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کر رہے ہیں۔ میں نیشنل پارٹی کی مرکزی کانگریس کے توسط سے انہیں بھرپور

انداز میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

دوستو!

پارٹی نے انتخابی دھاندلی کے خلاف بھرپور انداز میں انتخابات کے دوسرے دن سے ہی کمپین شروع کر دی اور پارٹی مینڈنٹ کو بحال کروانے کے لیے بلوچستان کے بیشتر علاقوں میں جلسوں کا باقاعدہ سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ کوئٹہ، تربت اور پنجگور میں دھرنے دیے اور روزانہ کی بنیاد پر احتجاجی مظاہروں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ کوئٹہ میں تمام قوم پرست جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کر دیا گیا اور ملک بھر میں یہ ثابت کر دیا کہ حالیہ انتخابات میں تاریخ کی بدترین دھاندلی ہوئی ہے۔ 2024ء کے انتخابات تاریخ کے بدترین دھاندلی زدہ انتخابات ثابت ہوئے ہیں۔ پارٹی کے سیاسی قیادت کے بروقت احتجاج کی وجہ سے پارٹی کے بقیہ مینڈیٹ کو تحفظ فراہم ہوا۔ بصورتِ دیگر ایک بار پھر پارٹی کو 2018ء کی طرح زیرو پر آؤٹ کرنے کا باقاعدہ پلان شروع ہو چکا تھا۔

دوستو!

بلوچستان گزشتہ 20 سالوں سے ایک مشکل صورتحال کا سامنا کر رہا ہے۔ جنرل پرویز مشرف حکومت کی لگائی ہوئی آگ میں بلوچستان ہر روز جل رہا ہے۔ امن وامان کی صورتحال انتہائی سنگین شکل اختیار کر چکی ہے۔ بلوچستان میں لگی آگ پورے بلوچستان کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ بلوچستان میں ہر روز نوجوان قتل ہو رہے ہیں۔ جنگلوں اور صحراؤں میں نوجوانوں کی مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں۔ نامعلوم مسلح افراد کے حملوں میں روزانہ نوجوان، کاروباری افراد اور راہ چلتے مسافر نشانہ بن رہے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب ہر روز کسی نہ کسی نوجوان کی لاپتہ ہونے کی خبر سوشل میڈیا پر نمودار ہوتی ہے جن کے خاندان کے افراد اپنے پیاروں کی بازیابی کے لیے کسی نہ کسی ایک چوراہے پر دھرنا دیے بیٹھے ہیں۔ کراچی سے کوئٹہ، کراچی سے تربت پھر تربت سے کوئٹہ جانے والی شاہراہ ہفتے میں دو بار بند رہتی ہے۔ ان شاہراؤں پر سفر کرنے والے مسافر مریض اور کاروباری افراد گھنٹوں کا سفر ہفتوں میں کرنے پر مجبور ہیں۔ نوجوان طالب علم اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے لیے ہر روز ایک شاہراہ پر گھنٹوں راستے کھلنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

عام لوگ، سیاسی پارٹیوں اور سماجی تنظیموں کی ہمدردیاں لاپتا افراد کے متاثرہ خاندانوں کے ساتھ ہیں۔ وہ ان مشکلات مسائل کو خندہ پیشانی سے قبول کر رہے ہیں۔ بلوچستان میں لاپتا افراد کا مسئلہ روز بروز سنگین شکل اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس وقت لاپتا افراد کا مسئلہ پاکستان کا سنگین ترین مسئلہ بن گیا ہے۔ کوئی ایسا سیاسی فورم نہیں ہوگا جہاں روزانہ کی بنیاد پر اس سنگین مسئلے پر بات نہ ہو رہی ہو۔ بلوچستان کے سنگین سیاسی مسئلے کو حل کرنے کے حوالے سے تا حال کوئی پیش رفت نظر نہیں آ رہی۔ حکمران طبقہ اس قومی مسئلے پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے لاپتہ افراد کی تعداد سیکڑوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ عوام کا غصہ اور نفرت روز بروز بڑھ رہے ہیں لیکن اس ملک کی اشرافیہ ملک کو درپیش سنگین مسائل بیگانگی کا شکار ہے۔ بلوچستان کے سیاسی و قومی مسائل کو سیکورٹی بنیادوں پر حل کرنے کی سوچ بلوچستان اور وفاق پاکستان کے درمیان خلیج اضافے کا سبب بن رہا ہے۔ ریاست اپنی ذمہ داریوں سے غافل نظر آ رہی ہے۔ بلوچستان کے حوالے سے ریاستی سوچ انتہائی افسوس ناک حد تک غیر سنجیدہ ہے۔ ریاست اور اس کے اداروں بلوچستان کو ایک نو آبادی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ گمبھیر سیاسی مسائل کے برخلاف عوام کو جینے کا حق بھی دینے کو تیار نہیں ہیں۔ بلوچستان میں جمہوری عمل پر عملاً پابندی ہے۔ انتخابی عمل میں پاکستان کے سیکورٹی اداروں کی مداخلت اور من پسند امیدواروں کو کامیاب کرانے کی حکمت عملی نے بلوچستان میں لگی نفرت کی اگ میں بے تحاشا اضافہ کیا ہے۔ اب ہر نوجوان پاکستان کے انتخابی عمل کو فراڈ اور بوگس سمجھتا ہے اور جمہوری حکمت عملی کو سیاسی مسائل کے حل میں ناکام حکمت عملی کے طور پر دیکھتا ہے۔ ریاست اور اس کے اداروں کا غیر سنجیدہ عمل بلوچستان کے نوجوانوں میں جمہوریت اور انصاف کے حصول کی جدوجہد کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ نظر آ رہا ہے۔ ریاست ہر بار انتخابی عمل میں رکاوٹ ڈال کر مخصوص ٹولے کو بلوچستان میں کامیاب کروا کر اقتدار سے نوازتی ہے جو اقتدار میں آ کر بلوچستان کے عوام کے حقیقی مسائل کو حل کرنے کی بجائے کرپشن کا بازار گرم کرتے ہیں۔ چونکہ ان افراد کو اس لیے کامیاب کرایا جاتا ہے کہ ان کا تعلق براہِ راست ریاست کے سکیورٹی اداروں اور ایجنسیوں سے ہوتا ہے، جو ہر غلط عمل میں ریاستی اداروں کے شانہ بشانہ ہوتے ہیں اور عوام میں ریاست کی بدنامی کا ذریعہ ہیں۔ اس نام نہاد سیاسی ٹولے اور ریاست کے ذمہ داروں کی سوچ ایک جیسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے بلوچستان کے حالات روز بروز خراب ہو رہے ہیں، بچے روزانہ لاپتا ہو رہے ہیں۔ ریاست کی غلط حکمت عملی بلوچستان میں انتہا پسندانہ سوچ کو پروان چڑھانے میں بنیادی کردار ادا کر رہی ہے۔ ریاستی اداروں کے اہلکاروں اور اس نام نہاد سیاسی ٹولے کے مفاد میں جلتا اور سلگتا بلوچستان ہے۔ یہ دونوں اس بربادی کے بینی فشری ہیں۔ اس لیے یہ بلوچستان میں جنگ کے داعی ہیں۔ ان کو امن و ترقی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

نیشنل پارٹی کی سوچ ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ ایک قومی اور سیاسی مسئلہ ہے۔ اس کا حل مذاکرات میں ہے، جنگ اس کا حل نہیں ہے۔ اس کا حل امن و امان، ایجوکیشن، روزگار، عوام کو روزگار کی فراہمی، کاروبار کی یقین دہانی اور قومی مفاہمتی پالیسی ہے۔ تمام سیاسی قوتوں کے ساتھ بات چیت، بلوچستان کے عوام کے مینڈیٹ کا احترام اور حقیقی قوم پرست قیادت کو عوام کی خدمت کے لیے موقع فراہم کرنا، لاپتا افراد کی بازیابی اور بلوچستان میں جنگ کا خاتمہ لازم ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ حقیقی قوم پرست پارٹیوں اور قیادت کے جمہوری مینڈیٹ کو تسلیم کیا جائے اور عوام کے ووٹ کے جمہوری حق کو تسلیم کیا جائے۔

تعلیمی اداروں سے سکیورٹی اداروں کی بے دخلی اور شاہراہوں پر لگائی گئی غیر ضروری چیک پوسٹوں کا خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ بلوچستان کی سیاسی جمہوری جماعتوں کو مشکل میں ڈال دیا گیا ہے۔ مصنوعی قیادت کو بلوچستان کی سیاسی قیادت پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ ڈرگ مافیا اور لینڈ مافیا کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ بلوچستان کے ساحل پر سمندری حیات کی نسل کشی کسی روک ٹوک کے بغیر جاری ہے۔ بیچارے ماہی گیر دو وقت کی روٹی کو

ترس رہے ہیں۔صوبائی وفاقی اداروں نے غیر قانونی ماہی گیری کو اپنی آمدنی کا ذریعہ بنادیا ہے۔جو بلوچستان کی اشرافیہ، بیوروکریسی اور سکیورٹی اداروں کی ملی بھگت سے جاری ہے۔جبکہ بارڈر کاروبار پر غیر قانونی پابندی لگا کر، چیک پوسٹوں سے کروڑوں روپے کی وصولیاں روزانہ کی بنیاد پر ہو رہی ہیں۔ بلوچستان کی سول انتظامیہ، سکیورٹی اداروں کی ملی بھگت سے سرحدی کاروبار پر عملاً قبضہ کیے ہوئے ہے۔لوگ بیچارے ان کے لیے بارڈرز پر ذلیل وخوار ہو کر کاروبار کر رہے ہیں۔اس کارِ خیر میں بلوچستان کی انتظامیہ کے ساتھ بلوچستان کے نام نہاد نمائندے بھی شامل ہیں۔جو کاروباری افراد اور گاڑی مالکان کے لیے عذاب بن چکے ہیں۔ بلوچستان کی تمام شاہراہیں ایف سی، سول انتظامیہ اور سکیورٹی کے دیگر اداروں کسٹم، ایکسائز اور پولیس کے لیے کمائی کا ذریعہ ہیں۔سیاسی حکومت اس جرم میں ان اداروں کے ساتھ برابر کی شریک ہے۔ جہاں زندگی گزارنے کے تمام ذرائع مفقود و مفلوج ہوں، جہاں انصاف نہ ہو، تشدد عام ہو، لوگوں کی عزتِ نفس روزانہ کی بنیاد پر مجروح ہو، وہاں انتہا پسندی کو کوئی نہیں روک سکتا۔اس لیے بلوچستان کی حقیقی سیاسی قوم پرست قیادت و جماعتیں دونوں جانب کی انتہا پسندی کا شکار ہیں۔جمہوریت پسند سیاسی کارکن دو انتہاؤں کے درمیان پھنس چکے ہیں۔ایک طرف ریاست اور اس کی عوام دشمن سرگرمیاں ہیں، دوسری جانب انتہا پسند سیاسی عناصر ہیں۔ان دونوں کے درمیان میں نیشنل پارٹی کی سیاسی قیادت کو اپنا راستہ نکالنا ہے۔

دوستو!

ان تمام مشکلات مسائل کے باوجود نیشنل پارٹی ایک جمہوری سیاسی جماعت ہے اور پارٹی کی نمائندگی صوبائی اور وفاقی جمہوری اداروں میں موجود ہے، پارٹی کی پارلیمانی پارٹی نے مرکزی کمیٹی کے فیصلوں کے تناظر میں اپنی سیاسی حکمت عملی تشکیل دی ہے۔پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلوں کے مطابق پارٹی کی پارلیمانی قیادت پر تینوں ایوانوں میں اپوزیشن کا اپنا سیاسی کردار ادا کر رہی ہے۔حالیہ انتخابات کے فوراً بعد بلوچستان اور وفاق میں حکومت سازی کا عمل شروع ہوا تو پارٹی فیصلے کے مطابق قیادت نے اپنا موقف اسمبلی کے سامنے واضح کر دیا۔پارلیمانی سیاست میں روابط کا ہونا، ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کرنا اور ہر سیاسی عمل پر مذاکرات کرنا، سیاسی و جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ بلوچستان حکومت میں شامل ہونے کی دعوت کو پارٹی کی پارلیمانی پارٹی نے مرکزی کمیٹی کے فیصلے کے تناظر میں مسترد کر دیا۔حکومت سازی کے مراحل مکمل ہونے کے بعد ملک میں صدر و سینٹ کے انتخاب کا وقت آیا تو سیاسی جماعتوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقاتیں اور مذاکرات شروع کیے۔جمعیت علمائے اسلام کے وفد نے نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر و پارلیمانی پارٹی سے ملاقات کی اور سینٹ کے ضمنی انتخاب میں مدد کی درخواست کی تو پارٹی قیادت نے ان کے ساتھ ایک مکمل بات رکھی کیونکہ پارٹی کی بلوچستان پارلیمنٹ میں چار کی تعداد ہے اور سینٹ کے لیے آٹھ ووٹوں کی ضرورت ہوگی۔ جمعیت علمائے اسلام کی بلوچستان اسمبلی میں تعداد 12 ہے۔سینٹ میں اس کے پاس چار اضافی ووٹ موجود تھے۔پارٹی قیادت نے پہلی آفر جمعیت علمائے اسلام کو کی کہ خواتین، ٹیکنوکریٹ اور ضمنی انتخاب میں ہم آپ کو سپورٹ کرنے کو تیار ہیں، اس کے بدلے جمعیت کے پاس جو چار اضافی ووٹ ہیں، وہ نیشنل پارٹی کے امیدوار کو دینے کا وعدہ کریں۔ جمعیت کی قیادت نے اس پر مشاورت کا کہا اور پھر دوبارہ واپس نہیں آئے۔اسی دوران صوبائی حکومت اور ان کی پارلیمانی پارٹی نے باقاعدہ نیشنل پارٹی کے صدر کے پاس آ کر سینٹ کے ضمنی انتخاب وصدر کے انتخاب میں پارٹی سے مدد کا کہا تو پارٹی نے اپنا موقف ان کے سامنے بھی رکھا کہ ان کے بدلے پی پی پی ہمیں کیا مدد کرے گی نیشنل پارٹی کی قیادت نے صاف الفاظ میں یہ بات ان کے سامنے رکھی کہ نیشنل پارٹی کو سینٹ میں کامیابی کے لیے چار ووٹوں کی ضرورت ہے۔اگر پی پی پی کی قیادت این پی کو چار ووٹ دینے کو تیار ہوگی تو اس کے بدلے این پی صدر کو ووٹ کرے گی۔ضمنی اور سینٹ کے انتخابات میں خواتین اور ٹیکنوکریٹ میں بھی پی پی پی امیدوار کو سپورٹ کرے گی۔پی پی پی کے مقامی قیادت نے چیئرمین سے مشاورت کے لیے وقت مانگا اور کچھ دنوں بعد ایک بار پھر وزیراعلیٰ اپنی پوری قیادت کے ساتھ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے پاس آیا اور پارٹی کی جانب سے سینٹ میں چار ووٹ کے مطالبے کو تسلیم کیا۔جس پر پارٹی کی پارلیمانی پارٹی نے پی پی پی کے امیدواروں کو ووٹ کرنے کی حامی بھر دی۔سیاست میں اختلاف ہوتے ہیں لیکن جن سیاسی مسائل پر بات چیت ہو سکے تو ضرور راستے بھی نکلتے ہیں۔

اسی طرح حالیہ ترمیم میں بھی مسلم لیگ اور پی پی پی کی قیادت نے پارٹی سے باقاعدہ رابطہ کیا اور جوڈیشل کمیشن اور آئینی عدالت کے قیام کے بل پر ساتھ دینے کا کہا جس پر پارٹی قیادت نے مرکزی کمیٹی کے تمام ساتھیوں سے مشاورت کے بعد 26 ویں آئینی ترمیم میں ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔پارٹیوں میں فیصلہ کرنے کا طریقہ کار ہوتا ہے جس میں تمام افراد کا متفق ہونا ضروری نہیں ہوتا۔بعض اوقات اختلاف کی صورت میں آپ کو اکثریت کے فیصلے کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔یہی جمہوری و آئینی طریقہ کار ہوتا ہے۔

پارٹی نے تین سال کے دوران تمام فیصلے پارٹی کے آئین و منشور کو سامنے رکھتے ہوئے جمہوری و سیاسی طور پر کیے ہیں۔بعض فیصلے متفقہ ہوتے ہیں اور بعض فیصلے اکثریت کی بنیاد پر پارٹیوں میں طے پاتے ہیں۔

ساتھیو اور دوستو!

میں ایک بار پھر آپ تمام ساتھی کونسلران، ضلعی عہدے داران، مرکزی کمیٹی کے ممبران، صوبائی کابینہ، صوبائی ورکنگ کمیٹی کے ممبران اور مرکزی کانگریس میں شریک تمام مندوبین کو خوش آمدید کہتا ہوں۔پارٹی کی ساتویں مرکزی کانگریس ایک مشکل حالات میں مقررہ وقت پر منعقد ہو رہی ہے۔آپ تمام ساتھیوں پر بہت بڑی سیاسی اور قومی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے۔آپ نے آئندہ کے لیے سیاسی حکمت عملی ترتیب دینی ہے۔سیاسی مسائل، تنظیمی مسائل اور سماجی مسائل پر کھل کر بحث کرنا ہے اور نئی سیاسی حکمتِ عملی بنانی ہے جو پارٹی کو ملک بھر میں منظم و متحرک کرنے میں سودمند ثابت ہو۔

ایک بار پھر آپ تمام ساتھیوں کا شکریہ۔

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس

سیکرٹری رپورٹ وحدت بلوچستان

رپورٹ/ خیر بخش بلوچ

معززاراکین السلام وعلیکم

آپ تمام فکری ساتھیوں کوخوش آمدید کہتا ہوں اور آپکی خدمت میں وحدت صدرواجہ رحمت صالح بلوچ کی سربراہی میں ورکنگ کمیٹی کی گزشتہ تین سالہ تنظیمی وسیاسی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

ملک میں سیاست کو پراگندہ کرنیکی منفی حکمت عملی روزاول سے جاری ہے،اس منفی پالیسی نے سیاسی عدم استحکام ،بدترین معاشی صورتحال، بیڈگورننس ،کرپشن ،مہنگائی ،بے روزگاری کوفروغ دیکرملک کو بدحالی واور مسائل ومشکلات کے دلدل میں ڈال دیا۔عالمی استعمار کی خوشنودی اور وارا کانومی سے استعفادہ کرنے کی منفی حکمت عملی کے تحت افغان جنگ کا حصہ بننے سے دہشت گردی کا آنا اور ملک کو اگ کی طرع لپیٹ میں لینا ناقص خارجہ پالیسی کاخمیازہ ہے۔مذہبی انتہا پسندی کافروغ بھی ریاست کی ناکام پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔بلوچستان مین سیکورٹی فورسز کوامن وامان کے لیے تعنیات کرنا اوران کو بلوچستان کے بجٹ سے خطیررقم فراہم کرنے کی باوجودامن وامان کی صورتحال میں تبدیلی نہ آنا مضحکہ خیز ہے۔عام شہریوں کو ہراساں کرنا ،سیاسی کارکنوں کی جبری گمشدگیاں،آزادی اظہارِرائے پرقدغن سمیت دیگرآئین کے برخلاف اقدامات میں سیکورٹی فورسزمصروف عمل ہیں۔اسٹیبلشمنٹ کی سیاسی اورانتخابی عمل مداخلت کی پرانی کہانی شدت سے جاری ہے۔جس نے بلوچستان کی سیاسی اقدار ،جمہوری روایات کومسخ کرکے رکھ دیا ہے،ڈرگ ولینڈ مافیا،غیرسیاسی وسنجیدہ اور عوام سے لاتعلق عناصر کروڑوں روپے کا سرمایہ لگا کربلوچستان اسمبلی کےممبران بن گئے ہیں۔اور یہ بھاری رقم کہاں منتقل ہوئی وہ بھی چھپی بات نہیں۔آج بلوچستان میں عملا حکومت کہی اور سے ہورہا ہے اورحکومت میں بیٹھے صرف چہرے عوام کے لیے ہوتے ہیں۔

قومی اور جمہوری سوال ملک کا سب سے زیادہ حل طلب مسلہ ہے۔پاکستان ایک وفاقی اورقومیتوں کا مجموعہ ریاست ہے بلوچستان سندھ خیبر پختونخوااور پنجاب اس کی اکائیاں ہے۔ اور اس میں بلوچ پشتون پنجابی اور سندھی اپنی تاریخی سرزمین ثقافت زبان کے ساتھ آباد ہیں۔ ان میں ہرایک کواپنی قومی حقوق ووسائل پرحق حاکمیت اور زبان وثقافت کی ترقی وترویج کو پروان چڑھانے میں حق حاصل ہونا چاہیے تھا۔آئین معاہدہ ہوتا ہےعوام اور ریاست کے درمیان اور یہی آئین جمہور کی حکمرانی کوواضح کرتا ہےلیکن افسوس کہ آمرانہ مائنڈ سیٹ کے بدولت جموریت پرشب وخون مارنا اورقومیتوں کے وجود سے انکارمفاداتی اورسرمایہ داری نظام کی منفی پالیسی ہے،اور یہ روش قومی وسائل کولوٹنے اورزبان وشناخت کو مسخ کرنے اور پنجاب کے اشرافیہ کی بالادستی کو برقرار رکھنے پرگامزن ہے۔قومی وجمہوری سوال کے حل سے خوفزدہ عناصر ملک کے خیر خواہ نہیں۔تاریخ ثابت کرتی ہے کہ جمہوری نظام ہی عوام کی بالادستی کوممکن بناتا ہےاور جمہوری نظام میں ہی ملک میں درپیش قومی سوال کوحل کیا سکتا ہے۔نیشنل پارٹی اصولی موقف پرقائم ہے کہ عوام کی طاقت اور جمہوری جدوجہد سے قومی حقوق اور حاکمیت حاصل کی جاسکتی ہے۔دنیا میں قوموں نے جمہوریت پرقائم سماج کی ارتقائی مراحل وجدوجہد سے اپنے حقوق اورحیثیت کو تسلیم کرائی اورحاکمیت حاصل کی۔

نیشنل پارٹی سیاسی کارکنوں کی سب سے بڑی جماعت ہےنیشنل پارٹی کا سیاسی کارکن شعوری بلندیوں سے لیس ہے سیاسی کارکنوں کی محنت وجدوجہد سےنیشنل پارٹی نے بورژوا سیاست غیر جمہوری عناصرکی سیاسی مداخلت اشرافیہ اورطبقاتی سماج کے خلاف منظّم جدوجہد کی۔

بلوچستان کی بدحالی اورقومی وسائل لوٹنے میں اسلام آباد کے ساتھ بلوچستان کی سیاست میں استحصالی پالیسیوں ونظام کے آلہ کاربھی مکمل شریک ہیں۔جو ہردور حکومت میں شامل رہے ہیں۔2017 میں عدم اعتماد کے تحریک کہاں سے لائی اور کیوں لائی گئی ہرسیاسی کارکن کو اس کاادارک ہے۔اس عدم اعتماد کی تحریک میں بی این پی مینگل بھی پیش پیش تھی اورخود بی این پی کے سربراہ واحد رکن اسمبلی تھے۔تحریک کامیاب ہوئی اور بلوچستان کی تاریخ میں کرپٹ اور غیر جمہوری عناصر کا دست راست

قدوس بزنجو کو وزیراعلی بنایا گیا۔بی این پی کے غیر منتخب افراد وزیراعلی کے ارد گرد موجود رہتے اوراس طرح بلوچستان کو تاریخی بیڈ گورننس کی طرف دھکیل دیا گیا۔2018 کے انتخابات سے قبل باپ کی تشکیل ہوئی اور قدوس بزنجو بھی اس کا حصہ بن گئے۔راتوں باپ بنانے والوں انتخابات میں دھاندلی سے کام لیکر باپ کو حکومت فراہم کی۔اور ساتھ ہی بی این پی کو تحریک کی کامیابی کا بینیفٹ سیٹوں کی صورت میں ملی۔باپ کی حکومت قائم ہوئی اور چند سال میں ہی اسٹیبلشمنٹ کو پھر سے قدوس بزنجو کی ضرورت پڑی اور پھر عدم اعتماد کی تحریک کا کھیل کھیلا گیا اور بی این پی مینگل ماضی قریب کو دہراتے ہوئے شامل ہوئی اور قدوس بزنجو کو پھر ماتھا چوم کر وزیراعلی بنایا گیا۔وزیراعلی بننے کے بعد قدوس بزنجو نے ریکوڈک معاہدے پر دستخط کرتے ہوئے بلوچستان کے قومی وسائل کو اسٹیبلشمنٹ کے حوالے کردیا۔اور ساتھ ہی اسمبلی سے بلوچستان حکومت کے اختیارات کو وفاق کے تصرف میں دینے کیلیے قرارداد بھی پاس کی۔اور یہ سب بی این پی مینگل کی منشاء سے ہوا۔

نیشنل پارٹی جمہوری جماعت ہے اور جمہوری جدوجہد کی حمایتی ہے۔ائین پرامن احتجاج و جدوجہد کا حق ہر ایک کو فراہم کرتا ہے۔بلوچ یکجہتی کمیٹی نے راجی مچھی کے نام سے پرامن احتجاج و جلسہ عام کا اعلان کیا۔جسکا مقام گودار رکھا گیا۔حکومت کی ناقص بصیرت اور طاقت کی گھمنڈ نے پہلی مرتبہ حکومتی سطح پر قومی شاہراہوں کو بند کیا بلکہ راجی مچھی کے قافلوں پر تشدد سے کام لیا گیا جس میں نوجوان شہید اور زخمی ہوگئے۔

نیشنل نے پرامن احتجاج پر طاقت کے استعمال و روکاٹوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی۔نیشنل پارٹی گوادر کے قائدین نے راجی مچھی شرکاء کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا۔پارٹی رہنما واجہ اشرف حسین کو بلوچی وروایات و اقدار کی پاسداری پر گرفتاری سمیت دیگر نقصانات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔انہوں نے مفاہمت و بات چیت کا دامن تھامے رکھا اور انتظامیہ و راجی مچھی کے قائدین کو مذاکرات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ایک ایسا موقع بھی آیا کہ وفاق نے راجی مچھی شرکاء کو طاقت سے زیر کرنے کا فیصلہ کیا تو اس موقع پر پارٹی قائد ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے وزیراعظم سے فوری طور پر بات کی اور ان کو طاقت کے استعمال کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا اور ساتھ انہوں نے پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل جان محمد بلیدی اور جوائنٹ سیکرٹری واجہ پھلین بلوچ کو ہدایت کی کہ وہ اسپیکر، چیرمین سینٹ سمیت دیگر

زمہداران سے رابطہ کرکے طاقت کے استعمال کو روکے دونوں رہنماؤں نے متعدد ملاقاتیں کی اور راجی مچھی کے حوالے سے حکومت کی

پالیسی کو غلط قرار دیا جس سے حکومت رائے راست پر آئی اور گوادر میں دوبارہ مذاکرات کا عمل شروع ہوا۔

نیشنل پارٹی عدم تشدد کے فلسفے پر قائم سیاسی جماعت ہے تشدد اور طاقت کے استعمال کو انسانیت کی تذلیل اور ماورائے انسانی حقوق سمجھتی ہے۔ہر وہ شخص جو بغیر کسی جرم اور گناہ کے مارا جاتا ہے وہ قابل مذمت ہے۔صوبائی حکومت کی ناقص بصیرت اور غیر زمہ دارنہ بیانات کو بلوچستان میں آگ پھیلانے کا سبب قرار دیتی ہے۔حکومت نے پروفیسر لیکچرر لکھاریوں طلباء سیاسی کارکنوں اور دیگر عام شہریوں کو فورتھ شیڈول میں ڈال کر غیر سنجیدگی کو بروئے کار لایا۔نیشنل پارٹی نے فورتھ شیڈول کے منفی عمل کی مذمت کی۔

بلوچستان گزشتہ تین سالوں میں بھی ماضی کی طرح ناانصافیوں، سیاسی کارکنوں کی جبری گمشدگیاں، جعلی مقابلوں میں ٹارگٹ کلنگ کرپشن وکمیشن بلوچستان کی سیاست میں پیراشوٹرز کو مختلف گھونسلوں میں بھیجنا کا منفی جاری رہا۔نیشنل پارٹی سمجھتی ہے کہ بلوچستان کا مسلہ سیاسی ہے اور سیاسی مسلوں کا حل بات چیت سے نکالا جاتا ہے ۔طاقت کا استعمال بگاڑ پیدا کرتا ہے لاپتہ افراد کا مسلہ ملک کا سلگتا ہوا مسلہ ہے جس کا ادراک نہیں کیا گیا تو چھنگاری کی طرح ہر شے کو لپیٹ میں لے گی۔ملکی آئین واضح کرتا ہے کہ کسی بھی شخص کو 24 گھنٹے سے زیادہ جبس بے جا میں نہیں رکھا جاسکتا۔افسوس ہے ملکی آئین کا کوئی بھی شق بلوچستان میں بروئے کار نہیں لایا جاتا۔

بلوچستان کو ہاٹ کیک سمجھا جاتا رہا ہے دیگر صوبوں سے بیوروکریسی کو تعینات کیا گیا اور وہ کرپشن وکمیشن سے بینک بیلنس کو بڑھا کر عیش کرتے۔سیکورٹی فورسز نے بھی بھتہ خوری کا بازار گرم کیا۔دوسری طرف غیر جمہوری عناصر نے بلوچستان کو مزید لوٹنے کے لیے جعلی سیاست دان بناکر ان کو اپنا ہمنوا بنوالیا اور اب اس گنگا میں بلوچستان کی خود بھی بیوروکریسی شامل ہورہی ہے۔جوکہ بلوچستان کے ساتھ ظلم وناانصافی کی ایک اور قسم ہے۔

کاروان کے دوستوں

بلوچستان میں زرائع آمدنی انتہائی محدود ہے صوبے کے عوام کا دارومدار زراعت لائیو اسٹاک بارڈر ٹریڈ اور ماہی گیری سے وابستہ ہیں۔ویسے تو بلوچستان وسائل سے مالا مال صوبہ ہے لیکن ان وسائل پر حق اختیار حاصل نہیں۔زراعت کا شعبہ بارشوں کی کمی، ماحولیاتی تبدیلوں اور بجلی کی عدم فراہمی یا کم وولٹیج کی وجہ شدید مشکلات کا شکار ہیں۔اکثر علاقے زیرزمین پانی کی قلت کا سامنا کررہے ہیں۔لائیو اسٹاک کا شعبہ بھی حکومتی عدم توجہی کے باعث تنزلی سے دوچار ہیں۔بارڈر ٹریڈ سے بلوچستان کے لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہیں بارڈر ٹریڈ کے زریعے عوام اپنے جانوں کو خطروں میں ڈال کر روزی روٹی کماتے ہیں لیکن اس پر بھی سیکورٹی فورسز نہ صرف بھتہ خوری کرتے ہیں بلکہ ان کو تشدد کا نشانہ بھی بناتے ہیں۔بسا اوقات سرحدی تجارت پر پابندی بھی لگائی جاتی ہے۔نیشنل پارٹی بارڈر ٹریڈ کی حمایت کرتی ہے اور اس میں آسانی پیدا کرنے کیلیے کردار ادا کرتی رہی ہے۔کیونکہ نیشنل پارٹی سمجھتی ہے کہ اگر بارڈر ٹریڈ بند کیا گیا تو بلوچستان میں انتشار افرتفری اور بدامنی مزید پھیلے گی۔

حکومت کی طرف سے ماہی گیروں سے بھی ناانصافیاں جاری رہتی ہے ایک طرف ماہی گیروں کو سمندر تک رسائی فراہم نہیں کی جاتی اور دوسری طرف غیر قانونی ٹرالنگ کی زریعے سمندری حیات کی نسل کشی کی بھی اجازت دی جاتی ہے نیشنل پارٹی نے مرکزی سطح پر اور فشریز سیکرٹری کی قیادت میں غیر قانونی ٹرالنگ کے خلاف بھرپور احتجاج وجدوجہد کی۔

نیشنل پارٹی پی ڈی ایم اتحاد کا حصہ تھا بلوچستان کی سطح پر پارٹی کے صوبائی صدر رحمت صالح بلوچ نائب صدر اور خیر بخش بلوچ جنرل سیکرٹری کے عہدوں پر فائز تھے۔نیشنل پارٹی نے مرکزی سطح پر متفقہ نقاط کے مطابق بھرپور کردار ادا کیا۔لیکن پی ڈی ایم قیادت نے تحریک عدم اعتماد کا حصہ بن کر اور 16 کی ماہ حکومت لیکر

پی ڈی ایم کے چارٹر سے روگردانی کی۔اور جمہوریت کے استحکام کی جدوجہد کو نقصان پہنچایا۔

نیشنل پارٹی فکری اور نظریاتی طور پر مستحکم سیاسی جماعت ہے،جو اپنی بہترین تنظیمی ڈھانچے ڈسپلن،اداروں کی بالادستی ،اجتماعی قیادت وفیصلے ،تنقید برائے اصلاح اور پارٹی اداروں کی بروقت انتخابات کا عمل نیشنل پارٹی کو منفرد وممتاز بناتی ہے۔اس لیے نیشنل پارٹی آج صرف بلوچستان کی نہیں بلکہ چاروں قومی وحدتوں میں تنظیمی وجود و ادارے رکھنے کے ساتھ منظّم سیاسی جماعت بن چکی ہے۔نیشنل پارٹی عوام کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیتی ہے اور تبدیلی کے عمل کو عوام ووٹ سے بروئے کار لاسکتی ہے۔آئین و قانون کی بالادستی ،جمہوریت کے قیام واستحکام ،قومیتوں کے وسائل پر ان کے حق اختیار و حاکمیت اور قومی خودمختیاری ،اظہار رائے کی آزادی ،انساف کی فراہمی اور عوام کی سیاسی معاشی حقوق کی جدوجہد کررہی ہے۔

بلدیاتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں نیشنل پارٹی نے بہتر حکمت عملی اور عوامی حمایت سے نمایاں پوزیشن حاصل کی۔باقی مرحلوں میں ڈرگ و لینڈ مافیا کی سرپرستی اسٹیبلشمنٹ نے کرتے ہوئے بہت سے علاقوں میں نیشنل پارٹی کے راہ میں روکاٹیں کھڑی کی۔تاہم نیشنل پارٹی نے مئیر تربت چیرمین ضلع کونسل پنجگور متعدد علاقوں میں ٹاؤن اور میونسپل کمیٹی کے چیئرمین شپ میں کامیابی حاصل کی۔مئیر خضدار کے کامیاب نشست کو الیکشن کمیشن کے ساتھ ملکر چرایا گیا۔

قیادت کی درست حکمت عملی اور کارکنوں کی محنت و جدوجہد سے نیشنل پارٹی کی مقبولیت میں بے حد اضافہ ہوا۔عوام کی بڑی تعداد نیشنل پارٹی کا حصہ بننے لگی۔جس میں مختلف سیاسی جماعتوں کے قاہدین وکارکنوں نے بھی شمولیت اختیار کی۔کوئٹہ میں ہزارہ قوم کے کارکنان نے نیشنل پارٹی کو جوائن کیا ،اب نیشنل پارٹی بلوچستان کی نمائندہ جماعت بن گئی ہے۔زبردست موبلازیشن نے عوامی رائے کو اپنے حق میں کردیا اور عام انتخابات سے قبل نیشنل پارٹی کی کامیابی کی باتیں زبان زدِعام ہوگئی۔نیشنل پارٹی کی عوامی حمایت نے مخالفین کی نیندیں حرام کردیں اور اسٹیبلشمنٹ کی ایماء پر موسمی پرندوں کی پوسٹنگ وٹرانسفر ہونے لگی۔موسمی پرندے دن کو ایک پارٹی میں اور رات کو دوسرے

جماعت میں شامل ہوتے رہے۔ٹرانسفر و پوسٹنگ سے بھی عوام کی حمایت نیشنل پارٹی کے لیے کم نہیں ہوئی اور 8 فروری کو عوام نے نیشنل پارٹی کے حق میں اپنا فیصلہ دیا۔لیکن اسٹیبلشمنٹ کو نیشنل پارٹی کی کامیابی عزم نہیں ہوئی اور آر او مافیا نے فارم 47 کے زریعے نیشنل پارٹی کی مینڈیٹ کو چرا کر اور عوام کے ووٹ کی طاقت پر قدغن لگا کر نیشنل پارٹی کی کامیابی کو روکا۔نیشنل پارٹی نے بدترین دھاندلی کے خلاف احتجاج کیا اور کوئٹہ سمیت دیگر علاقوں میں دھرنا دیا۔بعداز اس دھرنے میں بی این پی مینگل پشتون خواہ میپ اور ایچ ڈی پی بھی شامل ہوگئے۔اور دھاندلی زدہ انتخابات کے مناسبت سے عارضی دھرنا اتحاد قائم ہوا۔کوئٹہ میں ایک بڑا جلسہ عام منعقد ہو جس میں تمام پارٹی سربراہوں نے شرکت کی۔اس کے علاوہ احتجاج مظاہرے سڑکوں کی بندش سمیت دیگر شیڈول بھی مرکزی دھرنے کے مقام سے جاری ہوتے رہے۔دھرنے میں صرف نیشنل پارٹی کے مرد وخواتین قاہدین وکارکنوں نے شرکت کی۔شدید سردی میں تمام ورکرز بالعموم اور خواتین بالخصوص داد تحسین کے لائق ہیں۔

نیشنل پارٹی نے تاریخی دھاندلی کے خلاف الیکشن ٹریبونل سے رجوع کیا لیکن ٹریبونل نے تمام تر حقائق و شوائد کے باوجود پیٹنشنز کو خارج کردیا۔ٹریبونل نے پی بی 44 کوئٹہ کی 16 نشستوں پر ری پولنگ کا فیصلہ دیا اس حلقے سے نیشنل پارٹی کوئٹہ کے صدر حاجی عطاء محمد بنگلزئی کامیاب ہوئے تھے۔نیشنل پارٹی ری پولنگ میں بھی بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کریگی۔

دوستو!

نیشنل پارٹی تنظیمی سیاسی جماعت ہے۔نیشنل پارٹی نے گزشتہ تین سالوں میں اپنی تمام تنظیموں سرگرمیوں کو جاری رکھا۔وحدت اجلاس وقت مقررہ پر صوبائی صدر کی صدارت میں منعقد ہوتے رہے 2021 کے کانگریس کے بعد نئی کابینہ نے فیصلہ کیا کہ کابینہ اراکین تحریری شکل میں اپنی سہ ماہی رپورٹ پیش کرینگے جس پر باقاعدگی سے عمل ہوتا رہا۔

وحدت بلوچستان نے تنظیمی ڈھانچوں کی فعالیت و مضبوطی کے لیے مثبت اقدامات کیئے۔تمام ریجنل کمیٹیاں تشکیل دی گئی جس میں نصیر آباد ریجن ورخشاں ریجن کی تنظیمی کارکردگی قابل ستائش ہے۔قلات و پشتون ریجن نے کمزور سرگرمیاں کی جبکہ مکران وکوہ سلیمان ریجن نے نے کمزوری کا مظاہرہ کیا۔وحدت بلوچستان نے ضلعی تنظیمی ڈھانچوں کو مکمل کرنے اور ان کو متحرک کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے

گئے۔آرگنائزنگ باڈی کی حوصلہ شکنی کی۔قلات میں کئی سالوں بعد کابینہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔تاہم گودار وکوئٹہ میں تنظیمی ڈھانچوں کو مکمل کرنے میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

وحدت بلوچستان نے گزشتہ سالوں میں لاپتہ افراد کی بازیابی، بارڈر ٹریڈ کیسکو کی غیر اعلانیہ،لوڈشیڈنگ گیس کی بندش غیر قانونی ٹرالنگ سمندری حیات کی نسل کشی اور ریکوڈک پر خفیہ معاہدے سمیت تمام عوامی ایشوز پر بھرپور احتجاج کیا۔

فکری دوستو!

8مارچ خواتین کا عالمی دن،نوجوانوں کا عالمی دن،یوم مئی کی مناسبت سے ہر سال تقاریب منعقد ہوئے ۔پارٹی شہداء و رہنماوں کے برسی کے موقع پر تعزیتی ریفرنسز کا انعقاد بھی ہوئے۔

2021 سے2024 تک کا تین سال تنظیمی سرگرمیوں عوامی موبلازیشن شمولیتوں جلسوں احتجاجوں سے بھرپور رہا۔بلدیاتی و عام انتخابات میں کامیابی نیشنل پارٹی کے فلسفہ فکر کی جیت ہیں۔

گزشتہ تین سالوں میں پارٹی کے کئی سنئیر دوست،ہم سے بچھڑ گئے۔نیشنل پارٹی خیبر پختون خواہ کے صابق صدر مختیار باچا،ممبر مرکزی کمیٹی راحت ملک ،وکلاء ونگ کے ساتھی ایڈوکیٹ محی الدین ،ایڈوکیٹ قلندر رضا مگسی ،ضلع قلات لے لیبر سیکرٹری حاجی عبدالمالک لانگو،ضلع کچھی کے دوست الطاف بلوچ سمیت دیگر کارکنان کی جدوجہد کو نیشنل پارٹی زبردست خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

شکریہ خیر بخش بلوچ

صوبائی جنرل سیکرٹری

نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس

تحریر: کلثوم نیاز بلوچ، رکن بلوچستان اسمبلی

نیشنل پارٹی ملک کی وہ سیاسی جماعت ہے جس میں موروثیت نہیں اور ہر تین سال بعد اپنا مرکزی کنونشن منعقد کرکے عہدیداروں کا انتخاب کرتی ہے اس کے برعکس اگر ہم جائزہ لیں تو ملک کی تمام جماعتیں چاہیے وہ سیاسی ہوں، مذہبی یا پھر قوم پرست، انصاف کے نام پر قائم ان میں خود جمہوریت نہیں ان خاندانی جماعتوں میں والد اور والدہ کے بعد بیٹا، بیٹی، بیوی اور بھائی کو مسلط کیا جاتا ہے بلوچستان میں تو دوسری قوم پرست جماعتوں میں تو کسی کو جرات بھی نہیں ہوتی کہ وہ مقابلہ کیلیے کاغذ جمع کرے تین سال کی مدت پوری ہونے کے بعد نیشنل پارٹی کا ساتواں مرکزی کونسل سیشن بیاد مختیار باچا کوئٹہ میں زیر صدارت ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ 28,27,26 اور 29 اکتوبر کو منعقد ہوا جس میں ملک کی سیاسی صورتحال، خطے پر منڈلاتے جنگ کے خطرات، بڑی جماعتوں کے کردار، عدلیہ، پارلمینٹ، میڈیا پر قدغنوں، بلوچستان کے حالات، لاپتہ افراد، پارٹی پالیسیوں، آئین ومنشور، تنظیمی امور، کوتاہی اور کمزوریوں پر سیر حاصل بحث کرکے تجاویز لی گئیں کونسل سیشن میں میں پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنزل سینئٹر جان محمد بلیدی نے مرکزی سیکرٹری جبکہ بلوچستان کے جنزل سیکرٹری خیر بخش بلوچ سندھ کے جنزل سیکرٹری مجید بلوچ پنجاب کے صدر ملک ایوب خیبر پختونخوا کے جنزل سیکریٹری حمید اللہ نے اپنی اپنی وحدتوں، مرکزی سیکرٹری اطلاعات اسلم بلوچ، مرکزی سوشل میڈیا سیکرٹری ولید بزنجو مرکزی خواتین سیکریٹری یاسمین لہڑی مرکزی لیبر سیکریٹری مرزا مقصود اوورسیز سیکریٹری حفیظ بلوچ صوبائی ماہیگیر سیکریٹری آدم قادر بخش، پارٹی آرگن جہد کے آرگنازئزر ایوب قریشی مرکزی فنانس سیکرٹری حاجی فدا حسین دشتی مرکزی سیکریٹری قانون راحب خان بلیدی ایڈوکیٹ بی ایس اور پچار کے مرکزی سیکریٹری جنزل ابرار برکت نے اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں، پہلے روز افتتاحی خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا کہ عالمی سطح پر دنیا کے اندر ایک

اقتصادی رسہ کشی جاری ہے دنیا یونی پولر سے مونو پولر اور اب ملٹی پولر میں تبدیل ہوگئی ہے اس اقتصادی دوڑ میں چین ہندوستان اور برازیل سر اٹھا رہے ہیں امریکہ نے اپنی جنگی ساز وسامان کی فروخت کے لیئے دنیا پر جنگ مسلط کر رکھی ہے اور اس کا بغل بچہ اسرائیل فلسطین بالخصوص غزہ پر ہزاروں ٹن بارود استعمال کرکے ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو ہلاک زخمی اور معذور کر رہا ہے، یہ جنگ وسعت اختیار کرکے جب ایران کو اپنے لپیٹ میں لے گا تو سب سے زیادہ ہم متاثر ہونگے، سعودی عرب جیسے ممالک انتہائی پسندی سے نکل کر لبرل ازم اور ٹورازم کی جانب بڑھ رہے ہیں جبکہ دوسری جانب افغانستان میں عوام بالخصوص خواتین کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے، اسی طرح یہ ایک المیہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت برائے نام ہے تمام اداروں پر اسٹیبلشمنٹ نے قبضہ کر رکھا ہے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہورہی ہیں لوگ لاپتہ ہورہے ہیں سیاسی کارکن جیلوں میں ہیں مارشل لا سے بدترین حالات ہیں ملک خارجی طور پر مکمل طور پر تنہا ہوگیا ہے ہمسایہ ممالک سے تعلقات انتہائی خراب ہیں اس لیئے ملک پروکسی جنگوں کی لپیٹ میں ہے طاقت کا سرچشمہ عوام کو تسلیم کرنے کے بجائے طاقت کا سرچشمہ اسٹیبلشمنٹ کو بنایا گیا ہے، بڑی سیاسی جماعتیں تحفظ جمہوریت کے پی ڈی ایم اور میثاق جمہوریت کے نعرہ سے منکر ہوگئیں بلوچستان جیسے اہم قومی وحدت کو کالونی تصور کرکے 2018 اور 2023 کے الیکشن کو آکشن میں تبدیل کرکے انتخابی نتائج کو تبدیل کیا گیا اس سے انسرجنسی کو مزید تقویت حاصل ہوئی نوجوان پارلیمانی سیاست اور جمہوریت سے مایوس ہوگئے، قوم پرست قوتوں کو دیوار سے لگانے کے لیئے جو ہتھکنڈے استعمال کیے گئے اس کو آج تک عوام نے قبول نہیں کیا جس کے نتیجے میں بلوچستان اسمبلی بے توقیر ہوگئی اور ایسی کمزور حکومت تشکیل پائی کہ نائب تحصیلدار سے بیوروکریسی تک کا تقرر وتبادلہ حکومت و اسٹیبلشمنٹ کر رہے ہیں لیکن دوسری جانب بلوچستان کے عوام نے بھی اپنے بنیادی قومی وتاریخی حقوق سے دستبردار نہ ہونے کا تہیہ کر رکھا ہے جس کی بدولت نیشنلزم کو فروغ حاصل ہو رہا ہے، نیشنل پارٹی ملک بھر کے قوم دوست انسان دوست اور ترقی پسند سیاسی کارکنوں کو یکجا کرکے سیاسی کارکنوں کا مضبوط قلعہ بن چکی ہے کونسل سیشن کے دوسرے روز سابق سینیٹر میر طاہر بزنجو وڈیرہ رجب علی رند سابق سینیٹر کہدہ اکرم بلوچ بابو گلاب بلوچ واجہ اشرف

حسین بلوچ سمیت بڑی تعداد میں پارٹی رہنماؤں اور کونسلران نے خطاب کیا اور موجودہ سیاسی صورتحال و پارٹی پالیسیوں پر سیر حاصل بحث کی انہوں نے وضح کیا کہ ملکی سیاست پر اسٹیبلشمنٹ کا مکمل قبضہ ہے اور بڑی سیاسی جماعتوں نے جمہوریت سمیت عوام کے حق حکمرانی پر حکمرانوں سے سمجھوتہ کرلیا ہے بلوچستان میں مارشل لا سے بدترین حالات ہیں ہر ہفتہ درجنوں نوجوان لاپتہ ہوتے ہیں اور درجنوں مسخ شدہ لاشیں گررہی ہیں ان کے لیئے آواز اٹھانے والے لواحقین و سیاسی کارکنوں کو فورتھ شیڈول میں ڈال کر انہیں ذہنی اذیت سے دوچار کیا جاتا ہے مگر بلوچستان کے عوام کے پاں میں کبھی لغزش محسوس نہیں ہوئی اس سے قبل جنرل مشرف نے مکا دکھا دکھا کر بلوچستان کے عوام کو فتح کر کے اپنے بنیادی حقوق اور ساحل و وسائل سے دستبردار کرنے کے لیئےتمام تر مظالم کیئے اس دن سے لیکر آج تک بلوچستان پر رنگ برنگی مافیاز مسلط کیئے جارہے ہیں مشرف جیسا آمر نیشنل پارٹی کو ختم نہیں کرسکا 2018 میں اسمبلیوں سے دور رکھا گیا 2024 میں ایک بار پھر پارٹی کی جیتی ہوئی نشستیں بدترین دونمبری کے ذریعے چھینی گئیں اس کا نتیجہ یہ نکلا آج بلوچستان سے بیگانگی کا عالم یہ ہے کہ منصوبے بلوچستان میں بنتے ہیں افتتاح اسلام آباد میں ہوتا ہے، ملک میں انارکی بیروزگاری اور غربت وافلاس عروج پر ہے نوجوان بیروزگاری سے خودکشیوں پر مجبور ہیں اور حکمرانوں اور اسٹیبلشمنٹ نے اس کا حل فورتھ شیڈول، نوجوانوں کو لاپتہ کرنے اور مسخ شدہ لاشیں گرانے کے ذریعے نکالا ہے جو مطلق العنانیت کی آخری حد ہے انہوں نیکہا کہ قیام پاکستان کے بعد پہلے انتخابات1970 میں ہوئے جس میں بنگالیوں کے مینڈیٹ کو قبول کرنے سے انکار کردیا گیا جس کے نتیجے میں ملک دولخت ہوا 1973 میں متفقہ آئین آ گیا گوکہ اس پر بھی بلوچستان کے کچھ نمائندوں کو اعتراض تھا لیکن وہ آئین قوموں کو ملا سکتا تھا مگر مقتدرہ اس آئین کو ماننے سے بھی انکاری رہا جس کی وجہ سے قومی سوال بدترین شکل میں سامنے آیا رشوت اقربا پروری بدعنوانی نے بدترین طبقاتی مسائل جنم دیئے اور بلوچستان کو بدترین سازشوں کا آماجگاہ بنا کر بلوچستان کو سیاسی نومولودوں کے حوالے کردیا گیا جن کا عوام سے دور کا تعلق نہیں نیشنل پارٹی کے مرکزی کونسل سیشن کے تیسرے روز بحث ومباحثہ کیا گیا۔ ڈاکٹر مالک بلوچ نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ کسی بھی سیاسی جمہوری نظریاتی جماعت کا بنیادی اثاثہ اجتماعی قیادت ہوتی ہے تعمیری تنقید ہمارا سرمایہ ہے ملک کو سیکورٹی ریاست بنا کر دفاعی اخراجات پر بہت بڑا سرمایہ خرچ کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے عام لوگ غریب سے غریب تر بن رہے ہیں جمہوری مذاحمت اور عوامی قوت سے ملک میں حقیقی جمہوریت قائم ہوسکتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا کہ بلوچستان کے وسائل کو بڑے بے دریغ انداز سے لوٹا جارہا ہے اور مائننگ کے لیئے بے دریغ الاٹمنٹ کی جارہی ہے حال ہی میں ماشکیل میں لیتھیئم کی مائننگ کے لیئے غیر مقامی کمپنیوں کو چودہ سو مربع کلومیٹرز مین الاٹ کردی گئی ہے جو بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے، ڈاکٹر مالک بلوچ نے واضح الفاظ میں کہا کہ نیشنل پارٹی عوام کی جماعت ہے اور عوام کے لیے ہے اسی وجہ سے چن چن کر نیشنل پارٹی کے امیدواروں کو ہرا کر اسمبلیوں سے روکا گیا، اس کے بعد جب ہم نے مقتدرہ کو انکار کیا تو دوسرے دن نیب کے نوٹسز آ گئے ہمارے لیئے پنجاب میں فرضی جائیدادیں بنائیں اور بلاوجہ پیشیاں کاٹیں ملک میں جمہوریت نہیں تمام ادارے یرغمال ہیں اور ایسی صورتحال میں منظم عوامی تحریک کے سوا کوئی راستہ باقی نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے اختتامی بیان کے بعد الیکشن کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا اور 29 اکتوبر کو پارٹی انتخابات منعقد ہوئے، مرکزی وصوبائی عہدیداران اور ممبران مرکزی کمیٹی و ورکنگ کمیٹی کا انتخاب کیا گیا۔ جس میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ مرکزی صدر میر کبیر احمد محمد شہی مرکزی سیکرٹری جنرل اسلم بلوچ صوبائی صدر اور چنگیز حئی ایڈوکیٹ صوبائی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ کنونشن کے دوران ڈاکٹر شمع اسحاق سمیت کچھ ارکان نے تنقید بھی کی جسے پارٹی قیادت سمیت سب نے خوش اسلوبی سے سنا، نیشنل پارٹی کی مرکزی کابینہ و مرکزی کمیٹی اور وحدت بلوچستان کابینہ کی حلف برداری کی تقریب کوئٹہ پریس کلب میں منعقد ہوئی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نیشنل پارٹی کے نومنتخب مرکزی صدر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کامیاب قومی کانگریس کے انعقاد پر اراکین کانگریس کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پارٹی اداروں کا بروقت انعقاد تنظیمی ڈھانچوں اور اداروں کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ کارکنوں کی تربیت و پختگی کو مستحکم کرتا ہے۔ قومی کانگریس میں اراکین نے جس انداز سے سیر حاصل بحث کی اور اپنی شعوری بصیرت سے پارٹی پالیسیوں و حکمت عملی پر تجاویز اور ملکی سیاسی و معاشی صورتحال پر اظہار خیال کیا وہ پارٹی کا قیمتی سرمایہ ہے کامیاب قومی کانگریس نے کارکنوں کی شعوری آبیاری کی۔ انہوں نے کہا کہ ہماری سرزمین جس خطے میں واقع ہے اور جو چیلنجز ومشکلات یہاں ہے۔ اس کے لیے فکری اور نظریاتی اصولوں پر مبنی سیاسی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ نیشنل پارٹی کے سربراہ نے کہا کہ بلوچستان اس وقت سنگین سیاسی معاشی مشکلات کا شکار ہیں۔ عوام کی معاشی زندگی انتہائی کمزور ہوچکی ہے۔ روزگار کے زرائع محدود ہے اور ان پر بھی قدغن لگائی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کا اعتبار و اعتماد سیاسی عمل اور معاشی نظام سے اٹھ چکا ہے۔ جو کہ سماج کے لیے خطرناک ہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا کہ نیشنل پارٹی کی قیادت کانگریس کے بعد نئے عزم سے جدوجہد کو جاری رکھے گی اور ہر اس منفی عمل واقدام کی خلاف ٹھہرے گی جو بلوچستان اور اس کی عوام کے مفادات سے متصادم ہو۔ مرکزی کابینہ و کمیٹی سے نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما و سابق سینیٹر کہدہ اکرم دشتی نے صوبائی کابینہ سے نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے پنجاب سے تعلق رکھنے والے مرکزی عہدیداران سے نیشنل پارٹی پنجاب کے صدر ایوب ملک نے حلف لیا نومنتخب اراکین وصوبائی ورکنگ کمیٹی کی پارٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ میں تقریب حلف برداری گزشتہ شام 5 بجے منعقد کی گئی تقریب حلف برداری زیر صدارت نیشنل پارٹی کے مرکزی قائد سابق وزیراعلی بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ منعقد کی گئی تقریب حلف برداری کا آغاز کرتے ہوئے نیشنل پارٹی کے صوبائی صدر اسلم بلوچ نے منتخب اراکین، ورکنگ کمیٹی اور صوبائی کابینہ کے 2 عہدیداران جن میں صوبائی ترجمان عبید لاشاری، یوتھ سیکرٹری محمود رند، اراکین ورکنگ کمیٹی آغا فاروق شاہ، کرنل قذافی حمیدہ فدا، فریدہ بلوچ، نادر بلوچ، فیصل منشی سے پارٹی آئین میں درج حلف کے مطابق حلف لیا حلف لینے کے بعد صدارتی خطاب کرتے ہوئے نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا کہ بلوچستان کے جن دہشت زدہ حالات میں پارٹی کے قومی کانگریس اور وحدت کنونشن کو کارکنوں اور کونسلران نے کامیابی سے ہمکنار کیا ہے اس سے نیشنل پارٹی کی سیاسی، فکری اور جمہوری جدوجہد کو مزید تقویت حاصل ہوگی انہوں نے مزید کہا کہ نیشنل پارٹی کی نوجوان قیادت پر جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے اس کو احسن طریقے سے نبھانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے

نیشنل پارٹی کی ساتویں تاریخ ساز قومی کانفرنس کا انعقاد

تحریر: محمد صدیق کیتھران

بلوچستان کی حالیہ شورش کا اب تیسرا عشرہ بھی اپنے نصف کو پہنچ رہا ہے۔اس دوران بڑے بڑے قد آور شخصیات سے لیکر ہزاروں سیاسی قائدین، سیاسی کارکن، سول سوسائٹی کے ارکان، پروفیسر،طلبا وقوم پرست جماعتوں کے سربراہ ،دفاعی اداروں کے نوجوان،مزدور، سرکاری ملازم اپنی اپنی جانوں سے گئے ہیں۔پورا بلوچستان عالمی اتھاڑ پتھاڑ کیلئے کنفلیکٹ زون کی شکل اختیار کر گیا۔کئی ایک پراگسی کردار صوبے کے ہر کونے سے نمودار ہو چکے ہیں۔ریاستی سطح پر بھی امن وامان کے معاملات کو مسلح جتھے تیار کر کے آوٹ سورس کر دیا گیا۔سیاسی منظر نامے پر مصنوعی سیاسی جماعتیں بنائی گئیں ہیں۔صوبے کو انتظامی طور پر کرپشن کا بلیک ہول بنادیا گیا۔اسمبلیاں،وزارات اعلیٰ ، وزارتتں ،سول افسروں کے انتظامی عہدوں پر رشوت کے عوض تعیناتیاں، منشیات فروشوں کو بے لگام کر دینا، بدامنی و بدحالی کا وہ طوفان بد تمیزی قائم ہے۔کہ کان پکڑ کر بھاگ نکلنے کو جی چاہتا ہے۔مگر آبا اجداد کا وطن کوئی بزدل ہی چھوڑ کے بھاگ نکلے گا۔حقائق ،ایمانداری،شائستگی اور سچ کہیں دور تہذیب یافتہ دنیا میں حوالوں کے طور پڑھایا جاتا ہے۔اس بربادی میں اسٹیبلشمنٹ ،انڈسٹریل اور جاگیردار فیوڈل کلاس کے علاوہ تحریک انصاف، مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی نے بھی گھنانا کردار ادا کرنے میں کسی بھی لمحے اپنا اپنا ہاتھ پیچھے نہیں کھینچا۔عدلیہ میں پہلے بھی اس شورش زدہ علاقے سے کوئی خاص نمائندگی نہیں تھی۔جس کا مستقبل میں بھی کوئی چانس نہیں ہے۔البتہ چند ایک جو ماضی میں ان مسندوں پر بٹھائے گئے تھے۔ان میں جاوید اقبال جیسے کردار بھی اس تاریکی کا سیاہ دھبہ بنے۔ایسے حالات میں ڈاکٹر مالک بلوچ واحد قومی لیڈر ہیں جو مشکل ترین دنوں میں بھی بلوچستان کے چپے چپے میں متحرک نظر آتے رہے ہیں ۔اس تمہید کا مطلب یہ بتانا ہے۔کہ جب اتنی شدید اور طویل خانی جنگی ہو۔تو وہاں پر شدید پولارئزیشن ایک فطری معاملہ ہے۔عملی طور پر ایک انتہا کے پاس ریاستی بندوق ،اقتدار، کرپشن اور لوٹ مار کی چھوٹ، گردن زنی،جیلیں، فورتھ شیڈول ، کاروباری رکاوٹیں خاص کر بارڈر تجارت، بجلی کی بندش، ووٹ کی طاقت سے انکار جیسی بے رحمانہ طاقت کا آہنی ہاتھ ہے۔دوسری طرف شدت پسندی، تقسیم،نفرت کا جواب نفرت، دلیل کا جواب

غیر منطقی بحث اور ریاستی ڈھانچے کی حقیقت سے انکار، توڑ پھوڑ، انہدام ، ،بیلٹ بکس کی طاقت کو بزور بندوق تھس نس کرنا، غرض زور آوری پر مبنی سوشل میڈیا کی ڈاکٹرزم نیپوری نوجوان نسل کو پارلیمانی مزاحمت سے کوسوں دور دھکیل دیا ہے۔اس میں بھی کوئی دورائے نہیں بنتیں۔کہ عملی طور پر بلوچستان وخیبر پختونخوا ناصرف نسل کشی جیسے عزاب سے گزر رہے ہیں بلکہ ایک جدید دنیا کی نوآبادیات کا روپ دھار چکے ہیں۔ اتنے ہیجان خیز ماحول میں ایک تو بلوچستان کی سیاست واضح طور پر دو انتہا والے مکتبہ فکر میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔خصوصی طور پر بوچستان اور عمومی طور پر ملک بھر میں دو فکری انتہاں کے علاہ معتدل اور خالص جمہوری پارلیمانی سیاست کیلئے گنجائش سکڑ چکی ہے۔اوپر سے کے انتخابات نے ملکی سطح پر اضطراری کیفیت پیدا کر دی ہے۔پھر حالیہ ویں دستوری ترمیم نے شکایات کا گویا فلڈ گیٹ کھول دیا تھا۔ایسے میں کسی بھی سیاسی جماعت جس میں موروثیت نہ چلتی ہو۔جو اپنے بنیادی ہونٹ سے لیکر مرکزی صدر کا انتخاب خفیہ ووٹ سے کراتی ہو۔ جبکہ عصر حاضر میں پارٹی کے اندر بھی چند حوالوں سے دو سنئیر ترین سینٹرز نے ووٹ کے ذریعے پالیسی اختلاف کا بھی کھل کر اظہار کیا ہو۔ایسی جماعت کا مرکزی کانگریس کرانا لیبر روم جیسے جان لیوا رسک سے کم نہیں تھا۔۔مگر نیشنل پارٹی نے اپنی نظریاتی اور جمہوری کمٹمنٹ کے سامنے کسی مشکل کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ پہلے دن اکتوبر کو جب کانگریس کا اجلاس شروع ہوا۔تو ہال کی تمام کرسیاں بھری ہوئی تھیں۔حسب روایت پارٹی کے صدر نے صدارتی خطاب کیا۔جس میں پچھلے تین سال کی کارکردگی ،موجودہ سیاسی وسماجی اور معاشی حالات کا احاطہ کیا۔اندورن ملک کے انتظامی اور قومی وطبقاتی تنا جیسے حساس مسائل اور عالمی سرمایہ دارانہ مارکیٹ کی باہم رسہ کشی کے تناظر میں بڑے عرصے کے بعد کسی سیاسی راہنما سے ایک جامع تقریر سننے کو ملی۔اسی طرح پارٹی کے سیکریٹری جنرل نے ایک مفصل رپورٹ پیش کی۔انہوں نے پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ کی ناکامی، پیپلز پارٹی اور مسلیم لیگ کی مقتدرہ سے مل کر بلوچستان میں پہلے مرحلے پر بلدیاتی اور بعد میں صوبائی انتخابات میں دھاندلی اور فراڈ کی روئداد کا احاطہ کیا۔حتٰی کہ نیشنل پارٹی کے دن رات محنت سے دور دراز علاقوں میں بکھری آبادی کے مردم شماری جیسی کاوشوں کو بھی ایک جنبش قلم سے 76 لاکھ آبادی کو نکال دینے کارنامہ مسلم لیگ کے اعمال نامہ میں آیا۔ملکی معیشت کی زبوں حالی اور مہنگائی کے ساتھ ہر سطح پر کرپشن پر بھرپور بحث کی گئی۔چار دن کی لگاتار کانفرنس میں کل ملا کر 87 ارکان نے مائیک پر آ کر اپنے خیالات کا کھل کر اظہار کیا۔جس میں تنقید ،تنظیمی اصلاحات، جمہوری عمل، جمہوری مزاحمت اور انصاف کے حصول میں حائل رکاوٹوں پر پالیسی سازی اور نئی قیادت کے چنا پر بات کی گئی۔جب 2018 میں نیشنل پارٹی کی پانچویں کانگریس ہوئی تھی۔تو اس کانگریس کے بعد میر حاصل بزنجو کو کینسر جیسے جان لیوا مرض کا عارضہ لاحق

ہوا۔اس دوران وہ ملکی سطح پر مقتدرہ کے خلاف قوت متحرکہ بن کر سامنے آ گئے تھے۔ان کی مشہور زمانہ سینٹ کی تقریر جوکہ یو۔ٹیوب میں اپنے وقت میں دنیا بھر میں سب سے زیادہ دیکھی جانی والی وڈیو کلپ تھی۔آج بھی پولیٹیکل سائنس کے طلبا کیلئے ایک تھیسس کا درجہ رکھتی ہے۔مگر پاکستان جیسے ملک میں اس طرح کی تقریر کرنے کی ایک آپرچونیٹی کاسٹ بھی دینی پڑتی ہے۔دوسری طرف جنرلوں اور وزیراعظم عمران خان کے وہی روائیتی ہتھکنڈے بھی ریکارڈ پر ہیں۔نیشنل اکانٹ ابلیٹی بیوروکو ٹاسک تفویض ہوا۔میر حاصل بزنجو،ڈاکٹر مالک بلوچ اور رحمت صالح بلوچ کے کھاتوں پر چیچہ وطنی اور بکھر جیسے علاقوں میں رشتے اور زمینیں بھی نکال لی گئیں۔جب ریاست کے کرتا دھرتا بے اصول اور بدکردار لوگ بن جاتے ہیں۔تو ان کو اپنی کارکردگی دکھانے کیلئے کھڑی ہوئی شہادتیں اور ثبوت نکالنا کیا مشکل کام ہے۔اور پھر نیب کا چیئرمین بھی جاوید اقبال جیسا منصف ہو۔ تو دوش کیوں یہود و نصارہ کو دیا جائے۔ایسے وقت با اصول ،ثابت قدم اور شفاف قیادتیں ہی کھڑی رہتی ہیں۔وہ اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ مصنوعی سہاروں کے بغیر پرامن سیاست اب بھی ممکن ہے۔البتہ پارٹی قیادت کے چند ایک مستند گھرانوں کے علاوہ کسی کے ایمان میں لغزش نہیں آئی۔ان خاندانوں کے حقیقی قیادت کی خاص کر ایوب بلیدی اور خالق لانگو کی تصاویر آج بھی نشینل پارٹی کی فکر کی راہ بندی کیلئے بطور استعارہ مرکزی سیکرٹریٹ میں موجود ہیں۔ انکے علاہ کچھ روائتی سردار، ٹھیکدار اور سرکاری نوکریوں کے متلاشیوں نے راہیں جدا کرلیں تھیں۔جن کے بارے میں پارٹی کو بھی اتنا ملال نہیں ہوا۔ابتلا کے 2018 کے دور میں بزنجو خاندان اور بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا ایکس کیڈر اپنی کمٹمنٹ پر مضبوطی سے قائم رہا۔حالانکہ ریاست نے سوشل میڈیا اور نجی سیاسی محفلوں میں پہلے سے اعلان کروادیا تھا۔کہ کچھ بھی ہوجائے۔ ڈاکٹر مالک بلوچ نے جتنی بھی اچھی کارکردگی دکھائی ہو۔چھ نہیں دس یونیورسٹیاں بنائی ہوں۔ایک نہیں تین میڈیکل کالج بنائے ہوں۔حکومت کی رٹ بحال کروائی ہو۔پانچ ہزار اساتذہ کیوں نہ شفاف طریقے سے بھرتی کیئے ہوں۔سات ہزار خواتین دیہی ورکرز اور پانچ ہزار آغاز حقوق بلوچستان پیکیج کے غیر مستقل اساتذہ کرام کی مستقلی کیوں نہ کی ہو۔ریکوڈیک ،سینڈک،پی پی ایل،او جی ڈی سی ایل کے معاہدات کی آنکھیں بند کر تجدید کرنے سے انکار کیا ہو۔کلچر اور ادبی اکیڈمیوں کی سرپرستی پر کے معاملات پر عرق ریزی کی ہو۔۔ 72 کارڈ ہولڈر بھتہ خوروں کو نکال کیوں نہ ڈالی ہو۔ان کے سب کے باوجود بتا دیا گیا تھا۔کہ بلوچستان میں ایمانداری اور شفاف قیادت کی جگہ پر وزیراعلی ہاس میں زندہ لاش درکار ہے۔ایسے ماحول میں عام تاثر تھا کہ 2018 کی نیشنل پارٹی کی آخری کانگریس ہوگی۔مگر ورکرز اور سیاسی قیادت نے توقع سے زیادہ کامیاب کانفرنس کا انعقاد کیا۔تو اس پس منظر میں جب کینسر زدہ میر حاصل بزنجو سے جب پارٹی کے کچھ نوجوانوں نے سوال کیا۔کہ ہم تو حالات سے مایوس تھے۔مگر کانگریس کی کامیابی نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا ہے۔آپ اس جماعت کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں۔میر نے جواب دیا۔میں نے اپنی سیاسی زندگی میں دو موقعوں پر دبا محسوس کیا تھا۔ایک وہ وقت جب میرے والد کی اچانک کینسر سے رحلت ہوئی تھی۔جبکہ وہ ایک طویل دورہ افغانستان اور ہندوستان کرکے مئی کو ملک واپس آئے۔اس کے صرف تین مہینے بعد اگست 1989 کو ان کی رحلت ہوگئی۔ان کی اچانک موت نے ہمیں سیاسی یتیمی کا احساس دلایا تھا۔دوسرا وقت جنرل مشرف پرویز کا تھا جب بلوچستان کے نوجوانوں اور بڑےسیاسی زعما کو بہیمانہ طریقے سے قتل کرنا شروع کیا تھا۔ 2018۔کا وقت ہمارے لیئے مشکل ضرور تھا مگر اس سے پہلے ہم ایک اتحادی گورنمنٹ ہونے کے باوجود اڑھائی سال میں بلوچستان کو اپنی تاریخ سب سے بہتر حکومت دینے میں کامیاب ہوئے تھے۔یہ ضرور ہے 70 سال کا گند،اندر کی جکڑ بندیاں اور عالمی معاملات کی وجہ سے بہت کچھ مزید اچھا کرنے کی گنجائش بھی موجود تھی۔ اس پارٹی نے بلوچستان کو تین اہم چیزیں دی ہیں۔پہلے صوبے کا درجہ جس کی پاداش میں میر غوث بخش بزنجو کو اڑھائی سال قلی کیمپ سمیت سال کی سزا سنائی گئی تھی۔ دوسرا بڑا کارنامہ کی آئینی صوبائی خودمختاری اور بعد میں آٹھارویں ترمیم میں مناسب معاشی خودمختاری اور ان سب کے بعد ایک قومی سیاسی ادارہ نیشنل پارٹی دی ہے۔میری یہ خواہش کہ بلوچستان کے متوسط اور دانشور طبقے کو لاڑکانہ، لاہور اور کراچی میں سیاسی یتیم بن کر کسی چوکھٹ کے سامنے سجدہ ریز ہونا پڑے۔اس میں اس پارٹی کی صورت میں کامیابی ملی ہے۔دوسرا میرا ارمان یہ تھا کہ ہم اس جماعت کا دائرہ بڑھا کر ملک بھر کے ترقی پسند محنت کشوں اور متوسط طبقے کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرسکیں۔جو شاید اب میری بقایا زندگی تک پورا نہ ہو پائے ۔مگر اب گارنٹی سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جماعت نیشنل پارٹی اگلے بیس پچیس سال تک ہر گزرتی گانگریس پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جائے گی۔یہ ایک حقیقت ہے کے انتخابات میں مقتدرہ نے اپنا اندر کا غصہ نکالا۔پارٹی کی دو جیتی ہوئی بارکھان اور آواران کی صوبائی اسمبلی کی سیٹیں ، باپ پارٹی کو اسلیئے دے دی گئیں کہ آپ نواز شریف کے ساتھ کیوں کھڑے ہو۔اور کے الیکشن میں بارکھان سے میر عبدالکریم کھیتران کو اس لیئے ہروایا گیا کہ اس دفعہ یہ سیٹ نواز شریف کو جتوانے کیلئے ہی مخالف امیدوار کی ضرورت ہے۔سیاست کتنی بے رحم ہوتی ہے۔ہم بارکھان کے سیاسی ورکروں کو بخوبی اندازہ ہوگیا ہے۔بہرحال کی قومی کانفرنس سے کئی گناہ بہتر تھی۔جب ڈاکٹر کہور بلوچ اور اس کے گروپ نے پارٹی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔مگر اس دوران ڈاکٹر کہور بلوچ، راحت ملک صاحب، مختیار باچا، ایڈووکیٹ قلندر مگسی اور ایڈووکیٹ محی الدین جیسے عظیم دوست بچھڑ گئے۔مگر ان کے باوجود کی پارٹی کانفرنس سب سے بڑی تھی۔وجہ صرف ایک ہی ہے۔ں قول میر جمہوریت مرحوم حاصل بزنجو ہم ایک ایسی سیاسی جماعت بنانے میں کامیاب ہوگئے ہیں جو اجتماعی قیادت، عدم تشدد، فلاحی ریاست اور پارلیمانی مزاحمت کے تصور کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔اس میں ایسا ماحول پیدا ہوگیا ہے۔کہ ان کی جماعت کے ورکروں کی وابستگی کسی ایک لیڈر کی زندگی ، اس کی ذاتی کامیابی یا ناکامی کے ساتھ نہیں جڑی ہوئی ہے۔اس کو کسی مقتدرہ کی غیر آئینی اور غیر جمہوری قیمت ادا کرکے اقتدار لینے کی ضرورت بھی نہیں رہی ہے۔ مستقبل کی پیشن گوئی کرنے والے آسانی سے بتا سکتے ہیں۔موجودہ تینوں بڑی جماعتیں ایک دوسرے کی گردن دبوچنے کیلئے بالادست قوتوں کے اشاروں پر آئندہ بھی پوری قومنکوتگنی کا ناچ ناچتی رہینگی۔کاش ملک کے سوڈگری دینے والے اداروں کے لاکھ متوسط طبقے کے طالب یہ بات سمجھ لیتے تو ان کے دن پھرنے کو صرف ایک دو سال زیادہ وقت ہرگز نہ لگتا۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: بصیرت افروز قیادت کی میراث

تحریر: ابرار برکت بلوچ، ترجمہ: سحرش قریشی

اپنے عوام اور صوبے سے غیر متزلزل وابستگی نے انہیں بلوچستان کی تاریخ کے ایک اہم اور با اثر رہنما کے طور پر پہچان دلائی ہے

قیادت عہدوں، القابات یا خاکوں کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ ایک زندگی کے ذریعے دوسری زندگی پر اثر ڈالنے کے بارے میں ہے

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ ایک باوقار شخصیت ہیں، جو سیاست، ادب اور انسانی اقدار کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کا شاندار سفر غیر متزلزل عزم سے عبارت ہے، جو طلبہ سیاست سے لے کر مرکزی قیادت تک پھیلا ہوا ہے۔ ڈاکٹر مالک نیشنل پارٹی کے سربراہ ہیں، جو بصیرت افروز مفکرین اور عوامی سیاستدانوں کا ایک متحرک پلیٹ فارم ہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے ابتدائی تعلیم تربت میں حاصل کی اور بعد ازاں بولان میڈیکل کالج، کوئٹہ سے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی، جو ان کی آئندہ کامیابیوں کی بنیاد ثابت ہوئی۔ طالب علمی کے دور سے ہی ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو سیاست اور ادب سے گہری دلچسپی تھی۔ ان کا سیاسی سفر بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن (بی ایس او) سے شروع ہوا، جو ان کے شاندار کیریئر کا سنگِ میل ثابت ہوا۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کی سماجی انصاف اور سیاسی سرگرمیوں کے لیے غیر متزلزل وابستگی نے انہیں سیاسی کیریئر کے دوران متعدد بار گرفتاریاں جھیلنے پر مجبور کیا۔ تاہم، ان چیلنجوں نے انہیں مایوس نہیں کیا، اور وہ مظلوم طبقے کے حقوق کے لیے آواز اٹھاتے رہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ ایک ممتاز سیاستدان اور مصنف ہیں اور انہوں نے دو قابل ذکر کتابیں تحریر کی ہیں: ''مارستھ'' ایک بلوچی افسانوی کتاب جو اہم موضوعات کو اجاگر کرتی ہے: سماجی انصاف کی جدوجہد ناانصافی اور عدم مساوات غربت اور اس کے اثرات سیاست اور اس کے معاشرے پر اثرات تعلیم اور ادب کی اہمیت ''تکنسر زند'' ان کی تازہ ترین تصنیف ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے سینیٹ میں 18ویں آئینی ترمیم کی منظوری میں کلیدی کردار ادا کیا، جس کا مقصد پاکستان میں صوبائی خودمختاری کو مضبوط کرنا تھا۔ 2013 سے 2015 تک، ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے بلوچستان کے 21ویں وزیرِ اعلیٰ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ اپنی مدتِ اقتدار میں، انہوں نے بلوچستان میں اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا وسیع نیٹ ورک قائم کیا اور صحت کی خدمات کو نمایاں طور پر بہتر بنایا۔ وزیرِ اعلیٰ کی حیثیت سے، انہوں نے بلوچستان کے بنیادی ڈھانچے کی بہتری میں قابلِ ذکر پیش رفت کی، عسکریت پسندوں کے ساتھ امن مذاکرات کو ممکن بنایا، اور صوبائی آمدنی بڑھانے کے لیے بھرپور محنت کی۔ اپنے عوام اور صوبے سے غیر متزلزل وابستگی نے انہیں بلوچستان کی تاریخ کے ایک اہم اور با اثر رہنما کے طور پر پہچان دلائی ہے۔ نیشنل پارٹی کی مرکزی کونسل کا اجلاس، جو اکتوبر کے آخر میں متوقع ہے، سیاسی تبدیلیوں کے لیے جوش و خروش اور توقعات کو جنم دے رہا ہے۔ اس اجلاس میں پارٹی کی اگلی قیادت کا فیصلہ کیا جائے گا، اور بہت سے لوگ امید کرتے ہیں کہ نئے رہنما ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے وژن اور میراث کو جاری رکھیں گے۔ جیسا کہ مشہور قیادت کے ماہر جان سی میکسویل نے دانشمندی سے کہا: ''قیادت عہدوں، القابات یا خاکوں کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ ایک زندگی کے ذریعے دوسری زندگی پر اثر ڈالنے کے بارے میں ہے۔'' یہ بامعنی قول ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کی بصیرت افروز قیادت کی مکمل عکاسی کرتا ہے، جن کی عوامی خدمت کے لیے بے لوث وابستگی نے بلوچستان کی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔

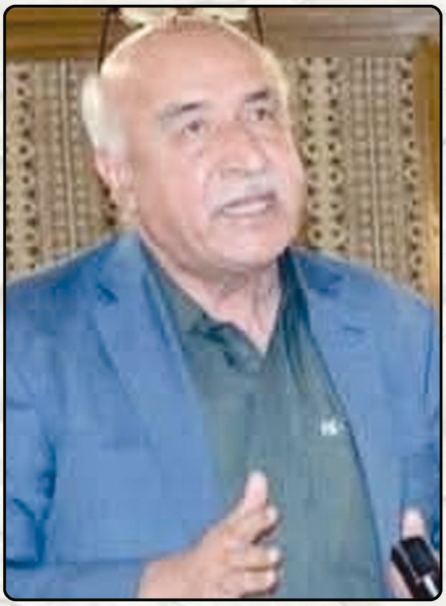

☆..........☆..........☆

بلوچستان کا مسئلہ طاقت کے ذریعے حل نہیں کیا جاسکتا

جان محمد بلیدی کا سینیٹ کے اجلاس سے خطاب

طاقت کے زور پر اپنی بات منوانے کا وقت اب گزر چکا ہے اگر اس ملک کو بچانا ہے ترقی دینا ہے اور آگے طرف بڑھنا ہے تو پھر سیاسی قیادت پر بھروسہ کرنا ہوگا

ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ بلوچستان میں مفاہمتی پالیسی کی اشد ضرورت ہے جس کے لیے تمام سیاسی اکابرین کو مل کر راستہ نکالنا ہوگا

بلوچستان کو طاقت اور ڈنڈے کے زور پر نہیں چلایا جاسکتا، بلوچستان میں جاری فوجی آپریشن کی مذمت کرتے ہیں، سینیٹر جان محمد بلیدی کا سینیٹ کے اجلاس سے خطاب

نیشنل پارٹی ہر دور میں منتخب اداروں میں محنت کش عوام، قومیتوں کے حقوق اور کچلے ہوئے دیگر عوامی طبقات کی ایک بلند آواز رہی ہے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، میر حاصل بزنجو، میر طاہر بزنجو، شکیل بلوچ، منظور گچکی، میر کبیر محمد شہی، کہدہ اکرم دشتی، ڈاکٹر یاسین بلوچ، پھلین بلوچ اور جان محمد بلیدی نے قومی اسمبلی اور سینیٹ میں عوام کا حق نمائندگی بھرپور طریقے سے ادا کیا اس وقت ایوان بالا میں نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما سینیٹر جان محمد بلیدی نہ صرف بلوچستان کے عوام کے حقوق کے لیے بلکہ پورے ملک اور عوام کے حق میں اٹھنے والی توانا آواز ہیں۔ سینیٹر جان محمد بلیدی نے سینیٹ کے جاری اجلاس میں کہا ہے کہ بلوچستان کے بارے میں مفاہمتی پالیسی کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے آپ نے دیکھا کہ کچھ دن پہلے بلوچستان میں ایک اجلاس کے دوران وزیراعلیٰ بلوچستان نے اعلان کیا کہ ہم بلوچستان میں آپریشن کرنے جارہے ہیں جان محمد بلیدی نے کہا کہ یہ سیاسی قوتوں کو دبانے کی کوشش کی جارہی ہے انہوں خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ طاقت کے زور پر اپنی بات منوانے کا وقت اب گزر چکا ہے اگر اس ملک کو بچانا ہے ترقی دینا ہے اور آگے طرف بڑھنا ہے تو پھر سیاسی قیادت پر بھروسہ کرنا ہوگا اور اس قیادت کو قومی مفاہمتی پالیسی اختیار کرنا ہوگا، بلوچستان میں تو آپ کئی برسوں سے آپریشن کررہے ہیں جس کا ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا ڈنڈے کے زور پر کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا ہے آپ نے لوگوں کو ڈرایا، دھمکایا، جیلوں میں بند کیا ٹارچر کیا، کیا یہ سب کچھ کرنے سے کوئی مسئلہ حل ہوا اس طرح کے ہتھکنڈوں سے ملک نہیں چلتے اگر انصاف نہیں ہوگا تو اس سے نفرتیں بڑھیں گی، اس وقت ہماری ضرورت ہے کہ ہم ایک قومی مفاہمتی پالیسی اختیار کریں۔ اور ملک میں سیاسی جماعتیں ہیں اس پالیسی کو ان کے درمیان مذاکرات کے لیے رکھیں اور سیاسی طور پر اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں کسی بھی مسئلے کا حل فوجی طاقت کے ذریعے ممکن نہیں اگر یہ سمجھا جارہا ہے کہ طاقت کے ذریعے بلوچستان میں امن قائم ہوگا تو جھوٹ ہے طاقت کے زور پر سیاسی جماعتوں کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مسائل کا حل نکالنا ہوگا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں سیاسی نظام بہتر انداز میں چلے تو ہمیں سمجھوتہ کرنا پڑے گا ہمیں مشاورت کے ساتھ بہتری کا راستہ نکالنا ہوگا اور یہ بہتر راستے سیاسی لوگ ہی نکال سکتے ہیں لیکن سمجھ نہیں آتی ہے کہ ہمارے سیاستدانوں کیا ہوگیا ہے خاص طور پر بلوچستان کے لیے جو پالیسیاں اپنائی گئی ہیں کہ ہر مسئلے کو طاقت کے ذریعے حل کیا جائے گا ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے کہ یہ بلوچستان کو پاکستان سے دور کرنے کی سازش ہے۔ اس سے بلوچستان اور پاکستان درمیان جو خلش موجود ہے اس میں اضافہ ہوگا اگر یہی پالیسی جاری رکھی گئی تو پھر بلوچستان میں معاملات اور زیادہ بگڑیں گے صورت حال مزید خراب ہوگی ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ بلوچستان میں مفاہمتی پالیسی کی اشد ضرورت ہے جس کے لیے تمام سیاسی اکابرین کو مل کر راستہ نکالنا ہوگا۔

انکار بلوچستان

حامد میر کا وزیر اعلی بلوچستان کو جواب

تاریخ پر بحث تاریخ کی کتابوں یا دیگر مستند حوالوں کی مدد سے کی جاتی ہے۔ بحث کا مقصد تاریخ سے سبق سیکھنے کی کوشش ہونا چاہیے کیونکہ لمحوں کی خطا سے صدیاں سزا پاتی ہیں۔ جب آپ تاریخ پر بحث میں بے سروپا قصے کہانیوں کو لے آئیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا موقف کمزور ہے۔ وزیر اعلی بلوچستان سرفراز بگٹی آج کل کچھ ایسے واقعات بیان کر رہے ہیں جو تاریخ کی کسی کتاب میں موجود نہیں۔ مثال کے طور پر ان کا دعوی ہے کہ بلوچستان میں شہزادہ کریم کی پہلی مسلح بغاوت کیخلاف کوئی فوجی آپریشن نہیں بلکہ ایک پولیس آپریشن ہوا تھا۔ میں نے 21 نومبر 2024 کے کالم میں & شہزادہ کریم کے خلاف فوجی آپریشن کے نگران میجر جنرل اکبر خان کی کتاب میری آخری منزل کا حوالہ دیا اور صفحہ نمبر 283 کا بھی ذکر کیا جہاں اس آپریشن کی تفصیل لکھی گئی۔ میجر جنرل اکبر خان بہت سال پہلے یہ تفصیلات ڈان اخبار میں بھی لکھ چکے ہیں۔ 23 نومبر 2024 کے روزنامہ جنگ میں سرفراز بگٹی نے فریادِ بلوچستان یا فکرِ یاراں کے عنوان سے میرے کالم کا جواب لکھا ہے۔ اس کالم میں موصوف نے دعوی کیا ہے کہ حامد میر تاریخ کو مسخ کرتا ہے لیکن اب اسے مدلل جواب ملے گا۔ پورے جواب میں انہوں نے شہزادہ کریم کے خلاف آپریشن کا ذکر نہیں کیا اور دعوی کر دیا ہے کہ وہ ڈاکٹر اللہ نذر اور بشیر زیب سے تو مذاکرات کے لئےتیار ہیں لیکن ان سے مذاکرات بے سود ہیں جن کی ملاقات حامد میر نے ایک خلیجی ملک میں سابق وزیر دفاع سے کرائی تھی۔ سرفراز بگٹی کا میری ذات کیبارے میں یہ دعوی ویسا ہی ہے جیسا انہوں نے شہزادہ کریم کے باریمیں کیا۔ وہ جس بھی سابق وزیر دفاع کا ذکر کر رہے ہیں اسے کہیں کہ ٹی وی پر آ کر میرے سامنے بیٹھ کر یہ بات کرے۔ سرفراز بگٹی صاحب میر یساتھ ٹی وی چینل پر بلوچستان کے بارے میں مذاکرہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ٹی وی چینل پر مذاکرے سے بلوچستان کا مسئلہ حل ہوگا؟ بلوچستان کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہوگا جب تک آپ اپنے تاریخی حقائق درست نہیں کریں گے۔ سرفراز بگٹی اور ان کے کچھ شفیق دوست ہمیشہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ بلوچستان میں پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا آپ کے سیاسی مخالفین پاکستان کے خلاف ہیں تو وہ براہمداغ بگٹی اور ہربیار مری کا ذکر شروع کر دیں گے۔ انہیں سابق وزیر اعلی بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ پر یہ اعتراض ہے کہ انہوں نے براہمداغ بگٹی سے مذاکرات کس سے پوچھ کر کیئے تھے؟ جواب تو ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو دینا چاہیے لیکن میری معلومات کے مطابق ڈاکٹر صاحب نے یہ مذاکرات اس۔ وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کی ہدایت پر کیئے تھے اور اس وقت کے آرمی چیف جنرل راحیل شریف کو کور کمانڈر کوئٹہ ناصر جنجوعہ کے ذریعے مذاکرات کی تفصیلات سے آگاہ رکھا گیا۔ بعد میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کی جگہ ثنا اللہ زہری وزیر اعلی بن گئے اور مذاکرات کا سلسلہ رک گیا۔ موجودہ وزیر اعظم شہباز شریف بلوچ عسکریت پسندوں سے دوبارہ مذاکرات شروع کرنا چاہتے ہیں لیکن فی الحال کوئی بھی گروپ مذاکرات پر راضی نہیں مذاکرات سے انکار کی کئی وجوہات ہیں اور ان میں سے ایک وجہ سرفراز بگٹی بھی ہیں۔ جب سرفراز بگٹی نگران وزیر داخلہ اور انوار الحق کاکڑ نگران وزیر اعظم تھے تو بلوچستان کے لاپتہ افراد کے لواحقین دسمبر کی سخت سردی میں گوادر سے مارچ کرتے ہوئے اسلام آباد آئے۔ یہ مظلوم افراد اسلام آباد پہنچے تو پولیس نے لاٹھیوں اور آنسو گیس سے ان کا استقبال کیا۔ وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کا تعلق بلوچستان سے تھا اور اسلام آباد میں بلوچ عورتوں اور بچوں کو مار پیٹ کر گرفتار کرلیا گیا۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے ان مظلوموں کی رہائی کا حکم دیا تو اسلام آباد پولیس نے انہیں زبردستی دارالحکومت سے بے دخل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب عدالتی احکامات کے خلاف ان عورتوں اور بچوں کو زبردستی گھسیٹ گھسیٹ کر ایک بس میں دھکیلا جا رہا تھا تو میں ویمن پولیس اسٹیشن پہنچا کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ تمام بلوچ عورتوں اور بچوں کو رہا کر دیا گیا تھا۔ جب میں نے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پولیس کی مارا ماری دیکھی تو ایک پولیس افسر سے کہا کہ تم پاکستانی شہریوں کو پاکستان کے دارالحکومت سے کیسے نکال سکتے ہو؟ اس افسر نے غراتے ہوئے کہا کہ یہ پاکستانی نہیں بلکہ انڈین ایجنٹ ہیں اور میرے ساتھ گالی گلوچ شروع کر دی۔ جب پولیس نے مجھ پر حملہ کیا تو بلوچ عورتیں اور بچے میری ڈھال بن گئے جس پر ان کو بہت بری طرح مارا پیٹا گیا۔ دسمبر کی اس رات کو اسلام آباد میں بلوچ عورتوں اور بچوں کے ساتھ جو ہوا اس پر صرف بلوچستان نہیں بلکہ پورے پاکستان میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ سرفراز بگٹی کی نگرانی میں اسلام آباد پولیس نے جو تاریخ رقم کی اس کا میں عینی شاہد ہوں۔ اس ایک واقعے کی وجہ سے عسکریت پسند تو دور کی بات بلوچستان کے اکثر سیاسی کارکن اور دانشور بھی سرفراز بگٹی کے ساتھ بیٹھنے کو تیار نہیں۔ سرفراز بگٹی نے مجھے جس فکر یاراں کا طعنہ دیا ہے میں اس فکر سے بالکل انکار نہیں کرتا۔ صرف بلوچستان نہیں بلکہ خیبر پختونخوا، سندھ، پنجاب، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے ہر مظلوم کے میں ساتھ کھڑا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میں میر غوث بخش بزنجو اور سردار عطا اللہ مینگل کے ساتھیوں کے ساتھ نیاز مندی رکھتا ہوں۔ جب بزنجو صاحب کچھ عرصے کے لئے بلوچستان کے گورنر اور مینگل صاحب وزیر اعلی بنے تو دونوں نے اردو کو صوبے کی دفتری زبان بنایا۔ اس وقت خیبر پختونخوا کے وزیر اعلی مولانا مفتی محمود تھے۔ انہوں نے یہی فیصلہ اپنے صوبے کے لئے کیا۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جو کام بزنجو صاحب اور مینگل صاحب نے 1972 میں کیا وہ 1973 میں پاکستان کے آئین کا حصہ بن گیا۔ آئین کی دفعہ 251 میں اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا اور اگلے 15 سال میں اسے دفتری زبان بنانے کا عزم کیا گیا۔ افسوس آج 50 سال سے اوپر ہو گئے اور اسلام آباد میں آج بھی انگریزی کا راج ہے۔ فیصلہ عوام کریں کہ 1972 میں اردو کو بلوچستان کی دفتری زبان بنانے والے پاکستان کے دوست تھے یا دشمن؟ سرفراز بگٹی بڑے دھڑلے سے ایک اور غلط بیانی بھی کر رہے ہیں اور وہ یہ کہ نواب نوروز خان کو پہاڑوں سے عطا اللہ مینگل نے اتارا تھا۔ پہلی بات تو یہ کہ نوروز بابا آزادی کی جنگ نہیں لڑ رہا تھا ون یونٹ کی مخالفت کر رہا تھا۔ دوسری بات یہ کہ مینگل صاحب کو سردار فقیر محمد بزنجو اور سردار خان محمد حسنی کے ہمراہ زہری ایریا کے ملٹری کیمپ میں بلا کر کہا گیا کہ نواب نوروز خان کو پہاڑوں سے اتارو۔ تینوں سرداروں نے انکار کر دیا جس کے بعد کرنل ٹکا خان نے سردار دودا خان زرکزئی کے ذریعے نوروز بابا سے رابطہ کیا۔ مزید تفصیل پنجابی زبان کے ادیب اور شاعر احمد سلیم کی تحقیقی کتاب بلوچستان، صوبہ مرکز تعلقات کے صفحہ 26 اور 27 پر موجود ہے۔ جو دھوکہ نواب نوروز خان کے ساتھ ہوا وہ آج بھی جاری ہے۔ اس دھوکے کو قومی مفاد کے نام پر تسلیم کرنے سے کل بھی انکار کیا تھا اور میں آج بھی انکار کرتا ہوں

ایوب بلیدی ایماندار دلرں سر کے ات

نبشتہ کار: اکرم دشتی

سروکےِ تہا، منی رنز، سئے سِفت الّمی اِنت؛ ایمانداری، مخلسی، بہادری یا نہترسی . من کہ ایوب بلیدیِ ترا نگ کپاں، اے سئیں سِفتاں آئیِ تہا گندان1987. مئے چرں گلِ سنگتاں سلاہ مشئورہ رند پئیسلہ کت کہ ما سرفیس سیاست کنں، اِشیِ واستا یک سیاسی گلے، بی این وائی ایم جڑ کنگ بوت . ایوب ہم بی این وائی ایم ہئوار بوت گں، تاں گڈی وہدا ہمے پارٹی ات . اے وہدی ایوب لہتں سال مشکت گوازنتگات رندا مشکتِ پئوجئےِ یلہ داتگات بلیدہ اتکگات . چہ بلیدہ ڈسٹرکٹ کئونسلِ ہم ممبر بوتگات. ہمے وہداں، یک رندے سرں سنگتانی دیوانے سلاہ بوت کہ مارا تربت، پہ چرں گل، پہ سنگتانی ہپازت مزنں سِلاہے پکار اِنت . اے وہدی افغانستان جنگ ات، تیر تپنگ ارزان ات، بلے اِشانی ٹہنگ تربت سر کنگ گرانں کارے ات . گڑا اے زمہداری ایوب زرت . نزاناں آئی اے کار چں ٹہنت1988. جنزل ضیا الحق بران بوت، پاکستان جمائتی بنیاداں اٹانی جار جنگ بوت . گڑا مئے سنگتاں پئیسلہ کت کہ ما پارلیمان روئن پہ وتی مہلوکِ ہکاں جہدے کنں . اے رِد، ماچہ اٹاں دو سئے ماہ پیش بلچستان نیشنل الائنسِ نام اتہادے کت . اے اتہادِ تہا بی این وائی ایم ات، نواب اکبر بگٹی ات، سردار عطااللہ منگلِ رزا گن ات آئیِ چک اختر منگل چناہیا بی این وائی ایم ہم گن ات1988. گچنکاریاں چہ بی این وائی ایم سنگتاں سوبائی اسمبلی من، ڈاکٹر مالک، ایوب اختر منگل سبن بوتں . ما کوئٹہ شتں . منگل ہاؤس مئے بی این اےِ دیوان بوت پئیسلہ بوت کہ نواب اکبر خان بگٹی مئے پارلیمانی لیڈر بیت . سردار عطااللہ منگل پئون کت سلاہ دات کہ بگٹی پارلیمانی لیڈر مکنات، بلے سنگتاں گشت کہ ما پئیسلہ کتگ . گڑا ما وتی پارٹی پئیسلہِ سرا اشتاتں . نواب بگٹی بلچستانِ سروزیر جڑ کنگ بوت، من اسپیکر نامنگ بوتاں، ڈاکٹر مالک وزیرِ سہت . اختر منگل ایوب ایم پی اے اتنت . مئے پارٹیِ سرک ڈاکٹرِ عبدالحئی ات. ملک ہکومتی بند بست، گر دار مشکل گرانں کارے، ہر کسی وسی کارے نہانت . مئے پئیسلہ اِش ات کہ دراہں سنگت پارٹی ڈسپلنِ پابندی کنت . ہر کار پارٹیِ ضلعی کابینہ مرکزی کیادتِ پئیسلہانی پابندی کنگ بیت . ٹرانسفر ہم پارٹی سنگتانی گشگِ سرا کنگ بوتنت. نواب خیر بخش مری گں وتی مہلوک چہ افغانستان واتر بوتگات . کوئٹہ، سریاب نِشتتئےِ ار کت، سیاسی سرھالانی سرا ہبس تران کنگا ات . نبی بنگلزئی مریِ نزیکیں سنگتے ات، بی ایس او ورناھانی ہم سنگت ات. نبی بنگلزئی ہمے زمانگاں تر تاب مکران اتک . اے سپرِ مکسد کہانی سروے ات کہ آ کس وہدا کجام جاگہ پہ جنگلاں مناسب بنت . گڑا ایوب وتی گاڑیِ سرا بنگلزئی بلیدہ زامرانِ کہ گراں گردنت . منی ہئیال اے وہدی ایوب پہ بلچی بنگلزئیِ مہماننوازی کت گردنت، دگہ وابستگی چیزے نستات . اے ہمارچانی ہبر اِنت کہ نواب اکبر خان بگٹی بلچستانِ سروزیر ات ایوب ایم پی اے ات. کساس شانزدہ ماہ ہکومت گوازنگا رند ما پارٹی پئیسلہِ بنیاد چہ ہکومت استیپا دات آزادں بنچانی سرا نِشتں . مئے اے کار دو ماہ رند اسمبلی پرشتنت . آ رچاں پاکستانِ آئینِ آرٹیکل - 2 5 بی ہستات، پاکستانِ سدر اے اہتیار ہستات کہ کجام ہم وھدے پارلیمان پرشیت . غلام اسحاق خان ملکِ سدر ات . آئیِ زھم ھر وھدا ھکومتِ سرا ساھل ات . پد ماں پدا سئے چار ھکومتئےِ گوازنت . ہمے نیام مئے پارلیمان ہم پرشت . نگران ہکومتے اتک. نواب بگٹیِ گشگِ سرا ہمایوں مری بلچستانِ نِگران سروزیر جڑ کنگ بوت . اٹانی جار جنگ بوت . اے نوں1990اِٹ انت . تربت عزیز لاسی نامں ڈپٹی کمشنرے راہ دئیگ بوت، گں ھاسں ھدا ایتے، کہ بی این وائی ایمِ امدوار دؤر دئیگی انت . اٹان داندلی کنگ بوت من ایوب اٹ دؤر دئیگ بوتں . نوں تانکہ 1993اِ اٹاں ایوب یکئی پشی پاشی جنگا ات . نزاناں آئیِ سرا چے کس درج کنگ بوتگات، بلے مدام پشی تربت اتک . باز وہدا منی لگ داشتئےِ1993 . اٹ کہ بوتنت، من، مالک، کچکل ایوب اے گچنکاریاں سبن بوتں. ڈاکٹر مالک پارٹیِ پارلیمانی لیڈر ات وزیر تالیم ات . من وزیرِ اطلاعات اِسپورٹس، کچکل وزیرِ فشریز ات ایوب وزیرِ مال، ایکسائیز ٹیکسیشن. اے وہدی ہم ایوب ہماپئیما مہلوکِ ہزمتِ جزبہ، پارٹی ڈسپلنِ پابندی کنگا ات، ہما پئیسلہ کہ چہ بندات گن ات . منا یاد اِنت نواب عبدالرحیم شھوانی مستونگِ ایم پی اے ات . آئی وتی ھلکہ پٹوارییے ٹرانسفر کنائنگی ات . آئی ایوب گشت . ایوب پسہ دات کہ تئی ہبر سر چماں، بلے من وتی پارٹیِ پابند آں . تئو اگاں مئے پارٹیِ مستونگِ ضلعی سدر ہبر بکنئے، شر ترِ انت. مستونگ پارٹیِ سدر اقبال زھری اِنت، تئو گں ہمائی ہبر کن . اے ہانوادہں مرد اقبال زھریِ کرا سفارشی کاگدے رِگپت آورت، نوں ایوب پٹواری ٹرانسفر کت. عزیز لاسی اے وہدی یک مہمکمہےِ سکٹری ات . یک رچے منا ڈاکٹر مالک گشتئےِ کہ شما ایوب بکشاِت . من وتی آ گلتیِ سرا ماپی لٹاں . لاسی گشگا ات کہ منی دپتر اتلگ منا بیاِزتئےِ کتگ، کہ تئو ڈپٹی کمشنرِ بستار کئومی بدیانتی کتگ. دگہ رندے، مکرانِ کمشنر مرجان خان نامں مردے ات، شرں ایماندارں اپسرے ات، منا گشتئےِ کہ من ایوبِ وشان کنگا بلیدہ رؤگا تئیار آں . بزاں یک گپےِ سرا مرجان ایوبِ نیامانا تپا کی دلرنجی پدا بوتگات . آ دلرنجی ہلاس کنگ بوت . ہمے پئیما کمشنر مرجان ایوب وشان بوتنت . منی گشگِ مکسد اِش اِنت کہ ایوب پھکں بلچے ات، وتی ہبرِ سرا اشتات . پہ ترس، پہ لالچ پشتا نکنزِت1995 . ، مئے ہکومت ات زامران، دشت تنگران بازں جاگہے جالی اٹ درج کنگ بوت . انچیں جاگہاں کہ مردمِ جند نستات، ادا ہم بکساس اٹ درج کنگ بوت، پہ داندلی . ما الیکشن کمیشن آف بلچستان درخاست دات کہ اے چہ اٹرلسٹاں باید اِنت در کنگ بنت . ہمے واستا بلچستانِ سوبائی الیکشن کمشنر فرحت اللہ بابر چہ کوئٹہ اتک . مند تمپ شت . پدا ایوب وتی گاڑی سوار کت بلیدہ برگا اتئےِ 22 . نومبر 1995 ات . بلیدہِ کہاں مردماں سنگر گپتگات، تیر گواریاش کت ایوب فرحت اللہ ہمدا جنگ بوتنت. ایوبِ جند و بدواہاں کشت، بلے ایوبِ سیاست آئیِ سیاسی اسولانی کاتِل کئے اِنت؟ آ سیاست کہ ایوب گں وتی ہمراہاں بنگیج کتگات، اسولانی سرا ات، ایوب تاں مرت شت، وتی کردارئےِ پلنگ نکت، پد چہ آئی آئیِ کس دگہ بازں ہمراہ ہمسپرے آ راہ یلہ داتگ، ایمانداریِ جاگہ مکہپرستی رِگپتگ، مخلسیِ جاگہ زر لالچ، دلریِ جاگہ چاپلوسی، من دجم آں کہ اے جاورانی رِگندگا ایوبِ ارواہ تکانسر ناراھت اِنت کہ آئیِ پشپد گں آئیِ وتن، گں آئیِ مہلوک چے کنگا اِنت

سردار آصف جمالدینی کی شخصیت

عظمت کا راز عاجزی، محبت اور انسانیت کی خدمت میں پوشیدہ ہے

تحریر: حیدر بلوچ

بڑا آدمی وہ ہوتا ہے جس کی محفل میں کوئی خود کو چھوٹا نہ سمجھے۔ یہی وہ فلسفہ ہے جو سردار آصف شیر جمالدینی کی شخصیت کی اصل حقیقت کو نمایاں کرتا ہے۔ ان کی عظمت صرف ان کے عہدے یا قبائلی حیثیت سے نہیں بلکہ ان کی عاجزی، رواداری، اور انسانیت کے لیے گہرے اخلاص سے جڑی ہے۔ وہ نہ صرف ایک رہنما ہیں بلکہ ایک استاد، ایک بھائی، اور ایک ہمدرد انسان ہیں جو اپنی موجودگی سے ہر کسی کو متاثر کرتے ہیں۔ سردار آصف شیر جمالدینی نے قبائلی تنازعات کو ختم کرنے کے لیے محبت، صلح رحمی، اور بھائی چارگی کو اپنا اصول بنایا۔ ان کی قیادت روایتی طاقت اور دبدبے سے ہٹ کر اصلاحات اور امن پر مبنی ہے۔ ان کی ایک بڑی مثال ان کے والد کے قتل کے واقعے کو معاف کرنا ہے، جو ان کے صلح پسند اور عظیم دل ہونے کا مظہر ہے۔ انہوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ حقیقی قیادت وہ ہوتی ہے جو نفرت کو محبت اور جھگڑوں کو امن میں بدل دے۔ سردار آصف شیر جمالدینی نے قبائلی معاشرت کے اس فرسودہ رسم کو یکسر مسترد کر دیا جس کے تحت قتل کے مقدمات کے تصفیے میں لڑکیوں کو دشمن کے حوالے کیا جاتا تھا۔ انہوں نے نہ صرف اس بے بنیاد رسم کی مخالفت کی بلکہ اس کی جگہ ایک نیا اصول وضع کیا جو تمام قبائل کے لیے مشعل راہ بن گیا۔ سردار صاحب کے اس جراتمندانہ فیصلے نے یہ واضح پیغام دیا کہ عورت یا لڑکی کی عزت اور وقار، مرد یا لڑکے سے کم نہیں بلکہ کہیں زیادہ ہے۔ یہ صرف ایک رسم کی مخالفت نہیں تھی بلکہ ایک ایسی جدوجہد تھی جو عورت کے بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ اور قبائلی روایات میں اصلاح کی عکاس تھی۔ سردار آصف شیر جمالدینی کا یہ قدم انسانیت کے اعلیٰ اقدار کا مظہر تھا، جس نے قبائلی معاشرت میں ایک نئی سوچ کو جنم دیا۔ انہوں نے اس اصول کو عملی جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا کہ عظمت طاقت یا روایات کے جبر میں نہیں بلکہ حق و انصاف کے قیام اور انسانیت کے احترام میں ہے۔ یہ فیصلہ سردار صاحب کی وسیع النظر قیادت کا مظہر تھا، جو ہر فرد کے وقار اور حقوق کو اہمیت دینے پر مبنی ہے۔ ان کے اس اقدام نے عورت کو محض ایک شے کے طور پر دیکھنے کے نظریے کو ختم کر دیا اور قبائلی نظام کو یہ سبق دیا کہ عزت اور وقار جنس کی قید سے

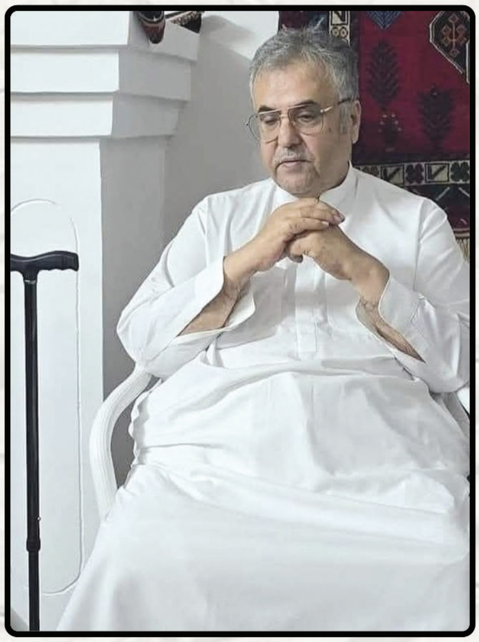

بالاتر ہیں۔ یہ فلسفہ ایک روشن چراغ کی مانند ہے جو اندھیروں میں روشنی اور ناانصافیوں میں انصاف کا پیغام لے کر آیا ہے۔ سردار آصف شیر جمالدینی کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو ان کی عاجزی اور خدمت کا جذبہ ہے۔ وہ ہر فرد کو اپنے برابر محسوس کراتے ہیں، چاہے اس کا تعلق کسی بھی طبقے، زبان، یا عمر سے ہو۔ ان کی محفل میں موجود ہر شخص ان کی شخصیت کے اخلاص اور محبت کے رنگ میں رنگا ہوا محسوس کرتا ہے۔ سردار صاحب نے اپنے کردار سے یہ ثابت کیا کہ عظمت کا راز عاجزی، محبت، اور انسانیت کی خدمت میں پوشیدہ ہے۔ سردار آصف شیر جمالدینی کی زندگی اخلاقی اصولوں کی مضبوطی کی مثال ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ قیادت کا اصل مقصد صرف اقتدار حاصل کرنا نہیں بلکہ دوسروں کی زندگی سنوارنا ہے۔ ان کے عمل اور باتوں میں ایسی سچائی اور ایمانداری جھلکتی ہے جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ ہمیں سکھاتے ہیں کہ انسان کی اصل کامیابی اس کی خودی کو پہچاننے اور اس پر یقین رکھنے میں ہے۔ سردار آصف شیر جمالدینی نے روایتی قبائلی تنازعات کو جدید اور منطقی حل کے ذریعے ختم کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے قبائلی جھگڑوں کے خاتمے کے لیے اصلاحات کا ایک نیا راستہ کھولا، جس نے نہ صرف موجودہ نسل بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی رہنمائی فراہم کی۔ ان کی قیادت نے قبائلی روایات کو انسانیت اور جدید اصولوں کے ساتھ جوڑنے کا ایک نیا معیار قائم کیا۔ سردار صاحب کا فلسفہ گہری حکمت کا آئینہ دار ہے کہ غصے کی حالت میں کیے گئے فیصلے نہ صرف خود انسان کو نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ دوسروں کی زندگیاں بھی متاثر کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے بیٹے اسد شیر نے ایک دن مجھے بتایا، سردار صاحب ہمیشہ یہ نصیحت کرتے ہیں کہ کوئی بھی قدم، فیصلہ یا بات غصے کی حالت میں نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ غصے کا ذہن دوسروں پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔ سردار صاحب کا یہی اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچنا اور عمل کرنا ہی اصل کامیابی کا راز ہے۔ غصے میں کیے گئے فیصلے، چاہے کتنے ہی درست لگیں، اپنے اندر تباہی کا بیج لیے ہوتے ہیں۔ ان کی یہ نصیحت زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی فراہم کرتی ہے کہ صبر اور سکون سے کیا گیا فیصلہ ہمیشہ دیرپا اور اثر انگیز ہوتا ہے۔ سردار آصف شیر جمالدینی کی شخصیت ایک ایسی روشن مثال ہے جو ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ حقیقی عظمت انسان کے اخلاق، خدمت، اور انکساری میں پوشیدہ ہے۔ ان کی زندگی ایک ایسا چراغ ہے جو اندھیروں میں روشنی کرتا ہے اور انسانیت کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نہ صرف اپنی ذات کی حدود سے آگے بڑھ کر دوسروں کے لیے جیتے ہیں بلکہ اپنی شخصیت میں ایسی عظمت کا نشان چھوڑ جاتے ہیں جو ہمیشہ یاد رکھی جائے گی۔ سردار آصف شیر جمالدینی نے یہ ثابت کیا کہ اصل رہنما وہی ہوتا ہے جو اپنے کردار اور عمل سے لوگوں کے دل جیت لے۔ ان کی زندگی انسانیت، اخلاص، اور اخلاقی بلندی کا ایسا سبق ہے جو ہر دور میں روشنی کا ذریعہ بنی رہے گی۔

ڈاکٹر یاسین بلوچ 9ویں برسی

تحریر: واحد رحیم

تاریخ کے جھرکوں سے! 12 نومبر کو ڈاکٹر یاسین بلوچ کی 9ویں برسی تھی جس نے عمر بھر سیاسی فکری جدوجہد میں گزار کر زندگی کے آخری لمحات بھی اسی جدوجہد کے نام کر کے ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے۔ آخری سفر کے دوران جب بیلہ کے مقام پر روڈ حادثے میں لقمہ اجل بن گئے وہ سفر بھی کوئٹہ سے حب کی جانب ساتھیوں کے ہمراہ بی ایس او ''پجار'' کے کنونشن یعنی قومی کونسل سیشن میں شرکت کی غرض سے جاری تھا مگر یہ مسافت طے ہونے سے قبل کار حادثے میں جسمانی طور پر ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر بھی تمام سیاسی جہد کاروں کے دل و دماغ میں دائمی طور نقش ہو گئے۔ ڈاکٹر یاسین بلوچ کی زمانہ طالب علمی سے بی ایس او کے پلیٹ فارم سے وابستگی، جہد مسلسل پر قائم صبر و استقامت کے ساتھ ثابت قدمی اور بے باکی سے اپنے آدرش پر قائم رہنا ہر روشن خیال، ترقی پسند، وطن و قوم دوست سیاسی کارکن کے لئے مشعل راہ ہے۔ اسی طرح اسی جدوجہد سے وابستہ شہید ڈاکٹر نسیم جنگیان، شہید ڈاکٹر واحد بخش سمیت لاتعداد جہد کاروں کی فکری کمٹمنٹ، ثابت قدمی اور والہانہ قومی وطنی جزبے سے سرشار بے لوث عوامی خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا۔ اگر دیکھا جائے تو اس طرح سینکڑوں سیاسی کارکنوں سمیت کئی گمنام فکری سپاہیوں نے اپنی جانوں کا نظرانہ پیش کر کے قومی جمہوری جدوجہد کی آبیاری کی ہے اور آج ہزاروں کی تعداد میں اسی تسلسل کے ساتھ جہد مسلسل پر کاربند ہیں۔ بلوچستان کی تاریخ میں بدبختی یہ رہی ہے کہ اپنے محسن و

ہمدرد رہنماں کی زندگی میں وہ قدر و منزلت عطا کرنے سے قاصر رہے ہے۔ حالانکہ ایک سائنسدان، نامور ڈاکٹر , وکیل انجنیئر بننے کے لئے کتنے وقت، محنت اور مراحل سے گزرنا درکا ہوتا ہے بالکل اسی طرح ایک خالص فکری نظری کارکن کو لیڈر بننے تک کا سفر طے کرنے میں جو مصیبتیں مشکلات جھیلنے پڑتے ہیں صرف وہی جانتے محسوس کر سکتے ہیں جو خود ان مراحل سے گزرے ہوئے ہوں یا پھر تاریخ و سماجی علوم سے آشنا ہوں۔ ایک نہتے سیاسی کارکن کا سیاست کے میدان کارزار میں تمام مشکلات و دشواریوں کا سامنا کرنا بلکہ ہر مصیبتوں کو دعوت دینے کے مترادف ہوتا ہے۔ اس تمام تر صورتحال کا شعوری ادراک رکھتے ہوئے دلیری کے ساتھ اپنے مقاصد کی خاطر لڑتے رہنا اور جانوں تک قربان کرنے سے بڑھ کر اور کیا ادا ہو سکتا ہے جو کوئی کر گزرے۔ کہنے کا مطلب بلوچستان کے فرسودہ قبائلی و جاگیردارانہ معاشرے میں برطانوی استعمار سے لیکر پاکستانی ریاستی مقتدرہ کی نرسری میں نشونما پانے والے مہرے جو قبائلی سردار جاگیردار، زردار، وار لارڈز، مذہبی ٹھیکہ دار سمیت مختلف مافیاز کی شکل میں سماج و سیاست پر قابض ہوتے آرہے ہیں کی موجودگی میں عوامی حاکمیت ،قومی و طبقاتی غلامی سے نجات سمیت قانون کی حکمرانی عدلیہ و میڈیا کی آزادی اور بنیادی انسانی حقوق کی خاطر جدوجہد کرنا خود کو آگ کی دریا میں جھونکنے کے مترادف ہوتا ہے۔ اس کے باجود سیاسی فکری کارکن بلا غرض و لالچ خوف کی زنجیروں کو توڑ کر رضا کارانہ جہد کے لیے مادہ ہو کر زندگیاں نچھاور کرتے ہوں تو ایسے میں عوام الناس اور سماج کے تمام پرتوں کو غور و فکر کرنے اور اس جانب توجہ دینے ضرورت ہے۔ مزکورہ بالا سطور میں جن رنماں کا میں نے حوالہ دیا ہے ان کے زند، فکر و عمل کا جائزہ لیا جائے تو باسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ان کے ہاں عملی و مثالی کردار کیا ہوتا ہے اور اس کی خاطر کس حد تک جانا

پڑتا ہے اپنی زات کی نفی کرکے اپنے تمام خواہشات کا گلا گھونٹ کرحتی کہ اپنی مرضی ومنشا تک کوعوامی امنگ وآرزو کی خاطر قربان کرنا کس قدر اہم واولیت اختیار کرتا ہے ۔سچائی کی کسوٹی پر پرکھا اور اسی عینک سے دیکھا جائے تو کردار کے حوالے مطلوبہ روش اور ادائیں صرف نیشنل پارٹی کی قیادت وکارکنوں میں نظر آئینگے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد سے آج تک بلوچستان میں فوجی چڑھائی سمیت مسلح بغاوت کے نتیجے میں بلوچستان پر جومشکل دورحالات گزرے ہیں یا ملک کی تاریخ میں مارشل لائی وسول ڈکٹیٹرشپ کے سیاہ ترین ادوار میں کۓ طرح کے کھٹن و دشوار گزار اور سنگین حالات کا جس دیدہ دلیری کے ساتھ سامنا کرتے رہے ہیں وہ ناقابل فراموش لائق تحسین تاریخ بن چکی ہے۔ ہر دور وحالات میں نیشنل پارٹی کی قیادت نے مردانہ وار مقابلہ کرکے اپنے لوگوں کے ساتھ کھڑے رہنے کو ترجیح دی ہر قسم کی مصیبتیں جھیلیں، جیل وزندانوں کو برداشت کئے عقوبت خانوں کے اذیت ناک ٹارچر سہتے رہے لیکن کبھی اصولوں پر سودے بازی کی نہ مصیبت کی گھڑی میں وطن واہل وطن کو بے یار مددگار چھوڑ کر خود ساختہ جلاوطنی اور نہ ہی راہ فرار اختیار کئے ہیں۔ میرغوثی بزنجو ،عزیز کرد، گل خان نصیر، بابو کریم شورش، حسین عنقا، فیض محمد یوسفزئی و دیگر رفقا سے لیکر بی ایس او سے فارغ شدہ ڈاکٹر عبدالحی، شھید فدا ، ایوب جنگ ، مولا بخش دشتی ،ڈاکٹر یاسین ،حاصل بزنجو، ڈاکٹر کہور خان سمیت عصر حاضر میں ڈاکٹر مالک بلوچ اور اسکی پوری ٹیم جو نیشنل پارٹی کے کارکنوں سے لیکر قیادت تک آج بھی ہر طرح کے چیلنجز کا سامنا کرتے عوام کے شانہ بشانہ نظر تے ہیں بلکہ قومی وطنی حقوق و مفادات کا پالن کرنے میں صف اول کا کردار نبھاتے ہوئے جمہوری سیاسی طور پر برسرپیکار ہیں وہ بھی قابل دید ہے۔ اسکے علاوہ بھی اگر دیکھا وسوچا جائے تو ہماری سیاست کے اس عہد کے مختلف فیزز میں جہاں تشدد، خانہ جنگی وبرادر کشی کی نۓ لہر جنم لیکر رواج پکڑتا ہے جس کی وجہ سے رازق بگٹی ،حبیب جالب، مولا بخش دشتی ،فدا احمد ،غلام محمد، لالہ منیر، شیرل، حمید شاہین سمیت کۓ بالغ نظر فکروعمل کے علم وہنر سے لیس سیاسی راہشون بے دردی سے قتل کرکے شھید وگئے۔ جس کا خمیازہ بلوچستان و بلوچ عوام سمیت ترقی پسند قومی جمہوری سیاست کو بھگتنا پڑا ہے۔

اپنی جگہ یہ تاریخی حقیت اور قربانی کی لازوال داستان ہی سہی لیکن ان کے مقتل گاہ سے جن عناصر وقوتوں کو دوام ملی اور استفادہ ہوا تشفی وجاہ عافیت حاصل ہوئی ہے اس پر بھی نظر دوڑانے کی ضرورت ہے۔ میں سیاسی تاریخ کے ایک ادنی 'طالب علم کی حیثیت سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ کہ ہر سیاسی کارکن وذی ہوش انسان، ادیب، دانشور لکھاری اور شاعر کواس جانب غور کرنا لازمی ہے۔ اس سوال کا معروضی حقائق وزمین سچائیوں کی روشنی میں جواب کھوجنے کے ساتھ جرات اور بے باکی سے اس کا اظہار کرنا ضروری امر بن چکا ہے۔ اسی سے جاکر ہماری سیاست درست سمت میں صحیح ڈگر پر گامزن ہوسکتی ہے۔ ماضی قریب میں ہونے والے حالات وواقعات کا ایماندارنہ جائزہ لینا ہر ایک اہل علم وفکر وطن کے فرزند پر فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے تجربات ومشاہدات کے تحت بلاخوف وخطر، بلا روک ٹوک اور بغیر لحاظ وخاطر کے تجزیہ وتبصرہ کرنے پر آمادہ ہوجائیں تو بلوچستان کی بدبختی ،مشکلات ودشواریوں کا آدھا بوجھ کم ہوجائیگا۔ اس بات میں بھی دورائے نہیں اس طرح کے کڑے احتساب اور فیصلہ سازی سے ،ہم کیوں نہ گریزاں رہیں مگر تاریخ کے بے رحمانہ احتساب وانصاف سے بھی چشم پوشی کرنا کوئی آسان کام ہمارے بس کی بات نہیں۔ اس سے قبل کہ تاریخ اپنے بے رحمانہ احتساب و انصاف کے زریعے فیصلہ صادر کردے اور ہماری وس واک سے باہر و بہت دیر ہوجائے تب کی پشیمانی ،ندامت اور شکست خوردگی عجالت میں مرمر کر جینے سے قبل ہی کڑوا گھونٹ نوش کرنا بدرجہ بہتر ہوگا بلکہ دانشمندی کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اب کے تمام تر ذمہ واری عصری قیادت ،نوجوان نسل، خواتین اور فکرمند زہنوں ،اہل علم و دانش قلم کاروں پر انحصار کرتا ہے کہ اپنی تاریخی قومی حیثیت ،سماجی اقدار، اکابرین کی قربانیوں کا لاج کس طرح قائم رکھتے ہیں اور خطے میں موجود قوموں کی برادری میں اپنے آپ کو من حیث القوم زندہ وجاویداں رکھنے کے ساتھ جدت ،ترقی وخوشحالی کی راہ پر گامزن کرکے اپنی وجود وحیثیت کو منوانے قابل بناتے ہیں یا پھر محض تاریخ کے پنوں میں سنہری حروف کے ساتھ یاد رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں ؟ طرز کہن پر اڑنا، آئین نو سے ڈرنا منزل یہی کھٹن ہے قوموں کی زندگی میں

> ڈاکٹر یاسین بلوچ کی 9ویں برسی تھی۔ جس نے عمر بھر سیاسی فکری جدوجہد میں گزار کر زندگی کے آخری لمحات بھی اسی جدوجہد کے نام کر کے ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے

تاریخی عمل کی تشکیل

ڈاکٹر مبارک علی

تاریخی عمل کی تشکیل میں کئی عناصر حصہ لیتے ہیں۔ جیسے جیسے انسانی علم ترقی کر رہا ہے اس کے ساتھ ہی تاریخ کے گمشدہ پہلو بھی سامنے آ رہے ہیں۔ اس میں ارکیالوجی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

جدید دور میں متعدد انقلابوں نے تاریخ کے بارے میں ہمارے نظریات کو تبدیل کر دیا ہے۔ پہلا انقلاب انسانی ارتقا کے مراحل کا ہے، جس کو ڈارون نے اپنی کتاب On the Origin of Species جو 1859 میں شائع ہوئی تھی، بیان کیا ہے۔ دوسرا اہم انقلاب ارکیالوجی کے شعبے میں کاربونیٹنگ کا ہے، جس کی مدد سے قدیم اشیا کے بارے میں یہ متعین کیا جاتا ہے کہ یہ کس سن میں بنی تھی۔ تیسرا انقلاب DNA کا ہے، جو انسانی گروپس کی Ethnicity یا نسلیات کا تعین کرتا ہے۔ اِن تینوں انقلابات نے آرکیالوجی کے علم میں اضافہ کر کے اس کو وسعت دی۔ مثلاً پتھر یا کانسی کے زمانے کے قبرستانوں پر تحقیق کرتے ہوئے قبروں میں دفن ہونے والے شخص کے اوزار اور ہتھیار ملے۔ اِن کی مدد سے ماہرین نے اس عہد کی سماجی تاریخ مرتب کی۔ جب آرکیالوجی کے علم کو سائنسی بنیادوں پر مرتب کیا گیا تو اس سے بیش بہا ماضی کی معلومات ملیں۔ وہ تہذیبیں جو اب تک زمین میں مدفون تھیں۔ وہ تاریخ کا موضوع بنیں۔ قدیم عہد کی عمارات اور کھنڈرات کی تحقیق سے فنِ تعمیر میں انسانی علم کے بارے میں پتہ چلا مثلاً احرامِ مِصر کی عمارتیں آج بھی دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتی ہیں۔ جب پہلے احرام کی بنیاد رکھی گئی۔ تو وہ ریت میں دھنس گیا۔ اس کے بعد مِصر کے ماہرِ تعمیرات نے پہلے مضبوط پلیٹ فام کی بنیاد رکھی تاکہ وہ عمارت کے بوجھ کو برداشت کر سکے۔ احراموں کی تعمیر سے قدیم مِصر کی تہذیب کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو نہ صرف فنِ تعمیر بلکہ ریاضی اور جیومیٹری میں بھی ماہر تھے۔ انہوں نے Mummification کے ذریعے موت کا مقابلہ کیا کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے اور روزمرہ کی زندگی گزاریں گے۔ انسانی تاریخ میں قوموں کے درمیان جنگیں ہوتیں رہی ہیں۔ اس لیے ہر قوم میں جنگجو افراد کی عزت ہوتی تھی۔ کیونکہ یہ نہ صرف اپنی قوم کا دفاع کرتے تھے بلکہ دوسری قوموں پر حملے کر کے ان کی زمینوں پر قبضہ کرتے تھے اور مالِ غنیمت کو لوٹ لاتے تھے۔ اس لیے

جنگجو افراد کو ان کی بہادری اور شجاعت پر معاشرے میں اعلی مقام دیا جاتا تھا۔ جیسے ہندووں میں کشتری ذات کا فرض تھا۔ کہ وہ جنگ کرے۔ یورپ میں نائٹس کا طبقہ بھی جنگجو ہونے کی وجہ سے ممتاز تھا۔ اس لیے قدیم عہد میں ہر قوم اپنے افراد کو صحت مند اور طاقتور دیکھنا چاہتی تھی۔ تاکہ وہ جنگ کے میدان میں ثابت قدم رہیں۔ قدیم عہد کے حکمرانوں کو اِس پر فخر تھا کہ انہوں نے جنگوں میں فتوحات حاصل کیں اور دشمنوں کا قتلِ عام کیا۔ اپنے ان کارناموں کو اِنہوں نے پتھر کی سِلوں پر لکھوا کر نصب کرایا۔ چونکہ تاریخ نویسی پر ان کی اجارہ داری تھی۔ اس لیے ظلم اور بربریت کے واقعات ان کے کارنامے بن گئے اور تاریخ میں اِنہیں گریٹ بنا کر پیش کیا گیا۔ جب کہ حقیقت میں یہ ہیروز نہیں بلکہ تاریخ کے مجرم ہیں۔ تاریخ میں تبدیلی کا ایک اہم ذریعہ لوگوں کی اہمیت ہے۔ لوگ ایک جگہ سے دوسرے جگہ اس وقت ہجرت کرتے تھے، جب قحط، خشک سالی، وبائیں اور بیرونی حملوں کا خوف ہوتا تھا۔ ہجرت کا عمل بڑا دشوار اور بڑا جان لیوا ہوتا تھا۔ مثلاً جب چین سے قبائلی جھگڑوں کی وجہ سے کشن قبیلے نے ہجرت کی اور ازبکستان میں آ کر آباد ہوا۔ تو انہوں نے ایک بڑی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ کشن خاندان کے حکمرانوں نے افغانستان اور پنجاب میں اپنی حکومت قائم کی۔ انہوں نے بدھ مذہب اختیار کر لیا۔ حکمراں کنشک کے عہد میں ہندوستان میں بدھ مذہب کے ماننے والوں کی کئی کانفرنسیں ہوئیں، جن میں چین اور جنوب مشرق ایشیا کے لوگوں نے شرکت کی۔ اِن مذہبی اجتماعات میں بدھ مت دو فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک مہایان یعنی بڑے پہیے والا اور دوسرا ہنیان یعنی چھوٹے پہیے والا۔ اس عہد میں بدھ مت وسعتِ ایشیا، افغانستان، کشمیر، سندھ اور شمال مغربی ہندوستان میں پھیل گیا۔ تاریخ میں کلچر اور تہذیب قوموں کی شناخت کی علامات رہیں ہیں۔ کلچر قبائل یا برادریوں میں پرورش پاتا ہے، جو پہاڑوں یا گھنے جنگلوں میں آزادانہ زندگی گزارتے تھے۔ اس لیے ان کی عادات اور سوچ میں بہت کم تبدیلی آتی تھی اور یہ اپنے قبائل یا برادری کے رسم و رواج کے پابند رہتے تھے۔ یہ صورتحال آج بھی برِصغیر کے قبائل اور برادریوں کی ہے، جو اپنے رسم و رواج کے پابند ہیں۔ اس کے مقابلے میں تہذیب شہروں میں پیدا ہوتی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ برابر بدلتی رہتی ہے۔ بلکہ کئی کلچر بھی تہذیب کا حصہ ہو جاتے ہیں۔ تہذیب کے نام پر دنیا میں تعصّبات اور نفرتیں پیدا ہوئیں۔ جنگیں لڑی گئیں اور خونریزی کے ذریعے تہذیبی برتری کو ثابت کیا گیا۔ تاریخ کی تشکیل میں سیاست، علم و ادب، آرٹ، مجسمہ تراشی اور نئے فلسفیانہ افکار اور خیالات ہوتے ہیں، جو تاریخ کو ماضی سے نکال کر مستقبل کی جانب لے جاتے ہیں۔ اس لیے تاریخی عمل کو سمجھنے کے لیے انسانی جذبات، اس کی فطرت اور اس کے خیالات اور سوچ کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ تاریخی عمل میں آب و ہوا کا بھی بڑا کردار ہے کہ جس ماحول میں انسان فطرت سے مقابلہ کرتا ہے اور اپنے وجود کو برقرار رکھتا ہے۔ نوٹ: ڈی ڈبلیو اردو کے کسی بھی بلاگ، تبصرے یا کالم میں ظاہر کی گئی رائے مصنف یا مصنفہ کی ذاتی رائے ہوتی ہے، جس سے متفق ہونا ڈی ڈبلیو کے لیے قطعاً ضروری نہیں ہے۔

افسانہ: اراخراس ...... آغا گل

راحب اور عیدو اپنے اپنے امتحان کی تیاری میں مصروف تھے۔جبکہ ان کا والد رمضان سب کچھ وقت کا زیاں سمجھتا۔تعلیم سے مزید علم آتا ہے۔انسان جاگ سا اٹھتا ہے۔مسیت کے ماحول سے ملاں کے حجرے سے باہر نکل آتا ہے۔جس سے مزید کوفت ہوتی ہے۔جیسے ٹی بی کا مریض کھلی فضا کی تازہ سرد ہوا برداشت نہیں کرسکتا۔پہلے زمانے میں تو کچھ مل ملا کر نوکری مل جایا کرتی یا کسی سردار،نواب،ٹکری کی وساطت سے۔مگر رفتہ رفتہ نوکریاں فروخت ہونے لگیں۔ان کی منڈی ریڈ زون میں سجتی۔نوکریوں کا جمعہ بازار لگتا۔وزیر وزرا ہی معذرت کرتے کہ مجبور ہیں،کیا کریں بلوچستان خوشکابہ ہے۔اگر کئی مربع زمین وراثت میں ملتی بھی ہے تو سنگلاخ بے آب وگیاہ نہ پانی نہ ہی زرخیز زمین۔وزیراعلی لگنے کے لیے مصر کے بازار میں بولی لگانے والے بڑھ چڑھ کے بولی بڑھاتے۔جب آکشنر کا ہتھوڑا اقتدار کی میز پہ Death Knell کی طرح بجتا تو سودا چکتا کرتے۔وزیراعلی نئی بولی لگاتا کہ کون بنے گا کروڑ پتی مختلف وزارتوں کے سودے ہوتے۔وزیروں کے رضا کارانہ چندے سے وزیر اعلی رقم ادا کر کے سرخرو ہوتا۔حکومت تشکیل پا کر سرفراز ہوتی۔رمضان کو دراصل رضا نے رو کے رکھا کہ بیٹوں کو تعلیم سے نہ ہٹائے۔رضا مختلف کالجوں میں پرنسپل بھی رہا۔ریٹائر ہوکر گاں ہی چلا آیا۔اسے پیشکش کی گئی تھی کہ مطلوبہ رقم ادا کرے تو ملازمت میں توسیع یا کنٹریکٹ دیا جائے گا۔اس نے معذرت چاہی کہ وہ اس قدر رقم ادا نہیں کرسکتا۔وزیر تعلیم کا دل پسیج گیا۔آپ ہمارے اپنے ہیں۔میں کیش نہیں مانگتا۔زمین جائیداد یا کوئی مکان ہی دے دیں۔سرکاری افسر تو رشتہ داروں کے نام پر یا گمنامی اکانٹ اور جائیدادیں رکھتے ہیں رضا محفل سے بدمزہ

ہو کر چلا آیا تھا۔گھر کے ساتھ ہی چکوروں کا فارم بنا رکھا تھا۔مسقطی چکور ستر اسی ہزار میں فروخت ہوتا۔اسے تاسف بھی ہوتا کہ پاکستانیوں کی طرح ان کے جانوروں کی بھی قیمت نہیں لگتی۔گھوڑا، اونٹ، کنپیری، مور، فیزنٹ سبھی عقیدوں کی طرح غیر ملکی ہوا کرتے۔رمضان اسکا عقیدت مند تھا۔رضا نے تعلیم کا صحیح فائدہ اٹھایا تھا۔ٹھاٹھ سے پرنسپلی کی۔عزت کمائی نیا گھر بنایا اب ہر ماہ پینشن بھی لے آتا ہے۔چکور بھی فروخت ہوتے۔وقت وقت کی بات ہے۔تعلیم انگریز کے دور کی گدھا گاڑی بن گئی۔جو موجودہ حالات میں مہمان نوازی کی طرح متروک ہوچکی تھی۔رضا نے سبھی کو ایک کہانی سنائی تھی کہ کسی بیوہ کے اکلوتے بیٹے کو سزائے موت ہوگئی وہ جا کر بیٹے کو تسلی دیا کرتی کہ جیل حکام سے بات ہو چکی ہے۔مال لگا دیا گیا ہے۔رسی کمزور سی ہوگی۔جیسے ہی جلاد کیلی کھینچے گا۔وہ دھڑام سے نیچے گرے گا۔رسی ٹوٹ جائے گی۔اہل کار اسے نکال کر تابوت میں ڈال دیں گے۔ماں وہ تابوت لے کر چلتی بنے گی۔لیکن ماں پھر دکھ سے کہتی۔ہم اس ملک میں نہیں رہ سکیں گے۔میں نے دوبئی میں فلیٹ خرید رکھا ہے۔وہاں منتقل ہوجائیں گے بیٹا پھانسی گھاٹ میں اکتا چکا تھا۔جیل والوں سے روز دریافت کرتا کہ کب پھانسی ہوگی؟ انہیں بے حد تعجب ہوتا۔پر استعجاب نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے۔جس روز بلیک وارنٹ آیا وہ خوشی سے سرشار ہو گیا۔ماں سے آخری ملاقات میں وہ کھلا ہوا تھا۔ماں کو ہنستے کھیلتے رخصت کیا۔جسد خاکی وصول کرتے ہوئے اس نے جیل حکام کو حقیقت بتائی کہ وہ کسی صورت اپنے بیٹے کو بچا نہیں سکتی تھی مگر پھانسی کے جھٹکے تک بیٹے کو ہنستا مسکراتا کھل کھلاتا مسرور تو رکھ سکتی تھی۔رمضان دبلا پتلا سا تھا۔اسکا چہرہ درینگرڑ کے اس سیب کی طرح تھا جسے پانی نہ ملا ہو۔سگریٹ پھونک پھونک سینہ جلائے بیٹھا تھا۔اس کہانی کا میرے بیٹوں کی تعلیم سے کیا

تعلق ہوا؟اسے خاصی حیرت تھی۔کہیں پریشانیوں کے باعث پروفیسر کھسک تو نہیں گیا۔جگہ جگہ تلاشیاں، پکڑ دھکڑ، بم دھماکے، بے روزگاری ،اسٹریٹ کرائمنر، فارم 47والی مخلوق کا عالم اسفل سے نزول۔کوئی کب تک ہوش مند رہ سکتا ہے۔رضا گورہ چٹا طویل القامت انسان تھا۔عمر کے باعث رنگت میں کچھ پیتل سا دکھنے لگا تھا۔صرف تمہارے بیٹے نہیں وطن کے تمام بیٹے کالجوں یونیورسٹیوں کی فضاں میں پھانسی گھاٹ میں بند نئی صبح کی راہ دیکھتے بیس بائیس برس خوشحال رہتے ہیں کہ افسر بنیں گے۔سپاہی انہیں غائب کرنے کی بجائے ادب سے سلام کریں گے۔رہنے کو سرکاری بنگلہ ہوگا جب ڈگری ملتی ہے جس کے لیے نوجوانی کے حسین دن بند کمروں میں پڑھتے گزار دیئے تو انہیں گھٹونا دھک) پھانسی کا جھٹکا (پڑتا ہے ایک آزاد حسین دلکش زندگی کا لطف اٹھانے کی بجائے وہ درازی قبرستان کے گڑھے میں جا گرتے ہیں۔تو تک کی اجتماعی قبر میں جہاں صرف مسخ شدہ چہرے ہوا کرتے ہیں۔پہچان نہیں ہوا کرتی چھوٹی چھوٹی نوکریاں اخباروں میں تلاش کرتے ان کی جوانی بیت جاتی ہے۔سب سے زیادہ بھرتی سپاہیوں کی ہوتی ہے۔مجبورا سپاہی بن کر وردی پہن کر ایلیمی بھول کر اپنے غریب بھائیوں پر ڈنڈے چلانے، گولیاں برسانے لگتے ہیں رمضان کا دل دہل سا گیا۔حالات مخدوش ہوئے جاتے تھے۔بارڈر خاردار تاروں سے بند کرنے کے باعث ہزاروں برس کے تجارتی راستوں پہ خاک اڑ رہی تھی۔بنگال کا سرکاری قحط بلوچستان کے سرکاری قحط میں دوبارہ نمودار ہوا اب سرکار قحط لائے جاتی تھی تجارتی راستوں پہ غربت افلاس کے مارے غریب سپاہی بیٹھے تھے جن کے جسموں پر سرمایہ دار کی وردی اور ہاتھ میں سرمایہ دار کی بندوق تھی وہ زرخرید غلام تھے۔حکم کے بندے۔ورنہ تو سرمایہ دار ان سے بندوق چھین وردی اتار Drum Prade کراتے بھوکوں کے اژدھام میں دھکیل دیتے۔بھوک بڑی بلوان ہے، پیٹ بڑا پاپی ہے پیٹ انسانی جسم کا ریڈ زون ہے۔رمضان نے سوچا کہ معجزے بھی تو ہوتے آئے ہیں۔کیا عجب کہ کوئی سبیل نکل آئے۔لڑکوں کو ملازمتیں مل جائیں۔یا ملازمتیں اس قدر سستی ہو جائیں کہ وہ خرید سکے۔یا ملازمتوں کی Clearance Sale لگ جائے۔قدرت بنا پتا بھی نہیں ہل سکتا۔کیا خبر کب پتے انقلاب کی گورییچ سے ہلنے لگیں۔پرانے زمانے کا کوئی دفینہ ہی مل جائے۔ملاں کہتا تھا کہ تمہارے گناہوں کی سزا ہے۔باوجود کوشش کے اسے کوئی ایسا گناہ یاد نہ آیا جس کی اس قدر اذیت ناک اور طویل سزا ہو۔اسکی سالی زینب بی بی بھی انہی کے ساتھ ہی رہتی تھی۔بیس برس قبل اس کے شوہر کو جبری لاپتہ کیا گیا تو کچھ پتہ نہ چل سکا کہ زندان میں ہے یا قید حیات سے آزاد ہو چکا ہے۔زینب شادی شدہ ہے یا کہ بیوہ؟ عیدو تو عید کے روز پیدا ہوا تھا۔اسی لیے اسکا نام عیدو رکھا گیا تھا۔مگر رمضان کو دکھ ہوتا کہ عیدو پر بھی شب عاشور تنی ہوئی ہے۔کسی مارشل لائی حکومت کی طرح جانے کا نام ہی نہ لیتی۔اس روز وہ تھکے ہوئے قدموں سے گھر لوٹا تو دروازے پر ہی سگریٹ پھونک ڈالا۔وہ لڑکوں کو سگریٹ سے دور رکھنا چاہتا تھا۔راحب اپنا سبق پڑھ رہا تھا۔رمضان دروازے پر ہی اداسی جھٹک کر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوا کرتا۔جیسے نمازی جوتے اتار کر مسیت میں جاتے ہیں۔وہ کبھی مایوسی گھر میں داخل نہ ہونے دیتا۔خواتین کو مایوسی سے بھی پردہ کراتا۔بیٹوں نے اٹھ کر خوشامدی کی۔رمضان خوشگوار موڈ میں تھا۔کیا پڑھ رہے ہو راحب اس نے بڑے بیٹے سے سوال کیا۔دم توڑتی زرد دھوپ دیواروں سے چپکی ہوئی تھی سورج خاردار تاروں میں محبوس گوادر کی طرف خماری انداز میں سرکتا جا رہا تھا۔وقت جور کی طرح زہریلا ہو چکا تھا۔بابا میں منشی پریم چند کا افسانہ دو بیل پڑھ رہا تھا رمضان نے کھوکھلا قہقہہ لگایا اچھا۔اراخراس) دو بیل (مجھے محاورہ یاد آ گیا۔شاہی ناخراس پاولی نا جل) دونی کا بیل دونی کا تپڑ (کیا کہانی ہیراحب باپ کی توجہ سے خوش ہوا جھوری کاچھی کے پاس دو بیل تھے۔موتی اور ہیرا۔دونوں کو جہاں کھانے کو کچھ نہ ملتا وہ بھاگ نکلتے۔جھوری کا سالا جس کا نام گیا تھا انہیں کھانے کو کم دیتا تو گیا کی بیٹی چپکے سے روٹی، گڑ، بھوسی بیلوں کو دے جایا کرتی۔بھوک سے ہلکان ہو کر دونوں بیل بھاگ نکلے۔کانجی ہاس والوں نے آوارہ لاوارث جان کر بند کر دیا اب جو بھاگے تو سینگ مارتے جھوری کے پاس چلے آئے۔جھوری نے ان کے لیے چارہ پانی کا انتظام کیا۔ناند اور چرنی بھر دی۔دونوں بیل خوش خوش رہنے لگے اسی کہانی کے دوران سلیمانی چائے آ گئی تھی۔کہانی خوش گوار تھی۔قدرت ان بیلوں کی مدد کر رہی تھی۔فضا میں اذان کی تقدیس پھیلی، رمضان نماز ادا کرنے مسیت چلا۔ایک صاحب ایمان کی طرح اس کی کوشش ہوا کرتی کہ پہلی ہی صف میں جگہ بنائے۔نماز مغرب بجالانے کے بعد اس نے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کی یا پروردگار میرے بیٹوں پر ہمیشہ منشی پریم چند کے دونوں بیلوں والی شفقت فرمانا۔وہ اتنا بھاگے دوڑے مگر جبری اغوا نہ ہوئے۔اغوا برائے تاوان۔اغوا برائے الیکشن سے بھی مالک تو نے بچائے رکھا۔ہمیشہ رزق دیا پیٹ بھر کھانا دیا آمین اچانک ہی مقدس روحانی فضا آمین ثم آمین سے درخشاں ہوگئی رمضان نے گھبرا کر آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ تمام مقتدی خلوص دل اور نیت کی پاکیزگی سے باآواز بلند اسکی دعا میں شامل تھے۔

حاشیہ: -جور: حسین مگر زہریلے پھولوں والا صحرائی جھاڑ یایلمی: بھائی چارہارا: دوخراس: بیل خوشامدی: استقبال گھٹونا دھک: پھانسی کے پھندے کا جھٹکا

☆......☆......☆

نیشنل پارٹی سندھ وحدت کا اجلاس

حیدرآباد(رپورٹ/مجید ساجدی) نیشنل پارٹی سندھ وحدت کا اجلاس زیرصدارت تاج مری حیدرآباد میں منعقد ہوا اجلاس میں ملک ی سیاسی ،سماجی اورامن وامان کی صورتحال پرتفصیل سے روشنی ڈالی گئی اجلاس میں نیشنل پارٹی کی ساتویں قومی کانگریس میں ہونے والے فیصلوں سے بھی آگاہ کیا اجلاس میں کراچی اورحیدرآباد کے پارٹی نمائندوں نے شرکت کی۔ نظامت کے فرائض سندھ وحدت کیجنرل سیکریٹری مجید ساجدی نے انجام دیئے مرزا مقصود اوررمضان میمن نے ملک کودرپیش موجودہ مسائل کا تفصیل سے ذک رکیا اجلاس میں نیشنل پارٹی سندھ کے نائب صدر اسلم بلوچ،ڈپٹی جنرل سیکریٹری غلام نبی بحرانی، سیکریٹری مالیات حکیم خان ،ذوالفقارمکھی،شاہینہ رمضان اور دیگردوستوں نے شرکت کی۔

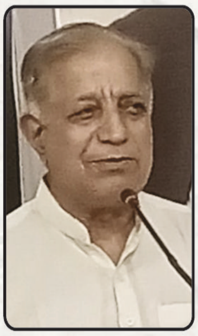

ملکی معیشت زبوں حالی کا شکار ہے، میر کبیر احمد شہی

لاہور(نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل میر کبیر احمد محمد شہی نے لاہور میں نیشنل پارٹی پنجاب کے کارکنوں اور عہدیداران سے ملاقات کی اور پارٹی امور، ملکی سیاست اور قومی معاملات پرتفصیلی تبادلہ خیال کیا اورانہوں نے پارٹی دوستوں کے ہمراہ پریس کانفرنس بھی کی۔ اس دوران گفتگو کرتے ہوے میر کبیر محمد شہی نے کہا کہ اس وقت ملک اورعوام کوکئی قسم کے بحرانوں اور چیلنجز کا سامنا ہے۔ملکی معیشت کی زبوں حالی کے سبب تمام شعبہ ہائے زندگی متاثر ہیں بالخصوص غریب اور متوسط طبقہ کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی سکت اورقوت خرید جواب دے چکی ہے۔مہنگائی، بیروزگاری اورغربت نے ملک کواپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ دوسری جانب ملک کے آدھے سے زائد حصے میں سیکورٹی صورتحال انتہائی مخدوش ہے۔ بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں شہریوں کی جان و مال غیرمحفوظ ہیں جبکہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں عام ہیں۔گزشتہ روز نیشنل پارٹی کے قائد ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ جیسے سینئر اور پرامن جمہوری جدوجہد کرنے والے عوامی رہنما کے فارم ہاوس میں بارودی موادنصب کیا گیا تھا جس کی ہم پرزورمذمت کرتے ہیں۔ ملک میں آئین، پارلیمان، جمہوریت اور عدلیہ سمیت ہرستون بحرانوں کی زد میں ہے جس کے سبب ملک سیاسی، سماجی و معاشی عدم استحکام کا شکار ہے۔کسی بھی معاشرے اورنظام میں طاقت کا حقیقی سرچشمہ عوام ہیں مگر ہمارے ملک کے عوام حق حکمرانی سے محروم ہیں۔عوام سے تعلق رکھنے والے مخلص اورنظریاتی کارکن ہی سماجی تبدیلی کا سب سے بڑا آلہ کار ہیں۔ نیشنل پارٹی سیاسی کارکنوں کی جماعت ہے اور یہ سیاسی کارکنوں کو سماجی انصاف اور تبدیلی کے لیے منظّم اور مستحکم پلیٹ فارم مہیا کرتی ہے۔یہ بات خوش آئند ہے کہ نیشنل پارٹی پنجاب میں وسعت اختیار کررہی ہے اورنظریاتی کارکن اس کی طرف مائل ہورہے ہیں۔ پنجاب کے کارکنوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پارٹی کا پیغام پنجاب کے ہرشہراورگاوں تک پہنچائیں۔جس دن نیشنل پارٹی کے کامریڈوں کوعوام نے نمائندگی کا موقع دیا تو انہیں حقیقی عوام دوست نمائندوں کی اہمیت کا اندازہ ہوگا۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ کارکن لاہوراور پنجاب میں پارٹی کومضبوط بنانے میں اپنا کردارادا کرینگے اوراس سلسلے میں پارٹی کی مرکزی قیادت ان سے مکمل تعاون کرے گی۔اس موقع پر نیشنل پارٹی پنجاب وحدت کے جنرل سیکرٹری طالب حسین،صوبائی سیکرٹری اطلاعات اقبال کھوکھر،صوبائی سیکرٹری لیبر خضرحیات،نیشنل پارٹی لاہور کے صدرمیاں امجد مسعود،جنرل سیکرٹری لاہور رشید لالہ،سینئر نائب صدر لاہور علیم خان،سیکرٹری انٹرفیتھ ہارمنی لاہور فیاض بھٹی اور ڈپٹی سیکرٹری لاہورعبدالجباران کےہمراہ تھے۔

☆......☆......☆

پی ٹی آئی پر پابندی کی قرارداد کی بھرپور مذمت کرتے ہیں

سربراہ نیشنل ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کا بلوچستان اسمبلی کے اجلاس سے خطاب

کوئٹہ(نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے بلوچستان اسمبلی کے اجلاس میں پی ٹی آئی پر پابندی کی قرارداداوراسلام آباد میں پرتشدد واقعات کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پی ٹی آئی سے اختلاف سہی لیکن یہ غیرآئینی عمل ہے جس کی مخالفت کرتے ہیں اور اس گناہ میں بالکل بھی شامل نہیں انہوں نے کہا کہ ملک کو کہاں لے جایا جارہاہے اس وقت سیاست اوراداراے ہائی جیک ہے۔ائین کی کسی کو پرواہ نہیں آمریت کی صورت حال ہیہم جمہوری قوتوں کے ساتھ ملکر مزاحمت کرہنگے۔سابق وزیراعلی نے تاریخی حوالے دیتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی کیمونسٹ پارٹی آف پاکستان اور عظیم سیاسی جماعت نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی لگا کر کیا کچھ پایا سوائے تاریخ میں رسوائی کے۔نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ سوچا بھی نہیں تھا کہ پی ڈی ایم کی جماعتیں یہ مطالبہ کرینگے کہ عوامی جماعتوں پر پابندی لگائی جائے۔بڑی تکلیف ہورہی ہے کہ صدر زرداری بلاول بھٹو زرداری میاں نواز شریف اور شہباز شریف یہ کام اس اسمبلی سے کروارہے ہیں جہاں کے اکابرین نے 20 بیس سال جمہوریت کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی۔انہوں نے کہا کہ ان جماعتوں کے ساتھ مل کر جمہوریت کی استحکام آئین کی حکمرانی پارلیمنٹ کی بالادستی کے لیے جدوجہد کی۔ چاہے ایوب خان کے زمانے کے اتحاد ہو یا اس کے بعد کے ہونے والے تمام اتحادوں میں جیلیں کاٹی اور سختیاں برداشت کی۔نیشنل عوامی پارٹی سے لیکرن لیگ پی پی اوردیگر جمہوری فورسز نے قربانیاں دی۔انہوں نے کہا کہ بلوچستان کی اسمبلی کا ملک کی جمہوری جدوجہد میں ہراول دستے کا کردار رہا ہے لیکن افسوس آج یہاں آئین کی بنیادی ڈھانچے کومسخ کیا جارہاہے۔آئین پاکستان حق فراہم کرتا ہے بولنے کا تنظیم سازی کا احتجاج کرنے اورگھومنے پھرنے کا۔سابق وزیراعلی نے قرارداد لانے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ بڑا ظالم ہے مجھے یاد ہے کہ اسی اسمبلی میں لوگ میاں نواز شریف کے بارے میں کیا کیا کہتے تھے اور بعد میں مسلم لیگ میں شامل ہوگئے ایسا نہ ہو کل کو آپ پی ٹی آئی میں شامل ہوجائے اس لیے ایسا کام نہ کریں۔ڈاکٹر مالک بلوچ نے کہا کہ نیشنل پارٹی اس قرارداد کی مکمل مخالفت کرتی ہے اوراس کو آئین کی بنیادی ڈھانچے کے مترادف سمجھتی ہے۔

نیشنل پارٹی ملک کی واحد جمہوری جماعت ہے، فدا حسین دشتی

کوئٹہ(نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے مرکزی سیکریٹری مالیات ،بلوچستان چیمبر آف کامرس کے سابق صدر حاجی فدا حسین دشتی نیشنل پارٹی کی کامیاب ساتویں قومی کانگریس پر پارٹی کے مرکزی رہنماؤں وحدتوں کے قائدین کارکنان ،قومی کانگریس کے کونسلروں اور آبزرکو نہایت شاندار، منظّم اور کامیاب کانفرنس پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگرصحیح معنوں میں اس ملک میں اگر جمہوری اصولوں کے تحت کام کرنے والی کوئی جماعت ہے تو وہ صرف نیشنل پارٹی ہے انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت میں موروشت اور اجارہ داریوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہاں ہر شخص اپنی کارکردگی پر عہدیدار منتخب ہوتا ہے اور ہر تین سال بعد قومی کانگریس کے اندر جس کھلے ڈھلے ماحول میں پارٹی کی لیڈرشپ اور پارٹی کارکردگی پرتنقید کی جاتی ہے اس کا کسی دوسری جماعت میں تصور بھی موجود نہیں ،حاجی فدا حسین دشتی نے پیغام میں مزید یہ کہا ہے کہ نیشنل پارٹی اپنے قیام سے لے کر آج تک اپنے قیام سے لے کرآج تک سات کامیاب قومی کانگریس منعقد کراچکی ہے قومی کانگریس ہرتین سال بعد باقاعدگی کے ساتھ وقت مقررہ پرمنعقد کی جاتی ہے جہاں ایک آزاداورخودمختار الیکشن کمیشن کے ذریعے مرکزی کابینہ اورسینٹرل کمیٹی کے ارکان کا انتخاب عمل میں لایا جاتا ہے فدا حسین دشتی نے نیشنل پارٹی کی مرکزی کابینہ کے عہدیداروں ،مرکزی سینٹرل کے ممبران وحدت بلوچستان کے عہدیداروں اور مجلس عاملہ کے نومنتخب ارکان کو دلی مبارک باد کا پیغام دیا ہے

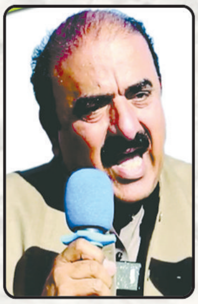

کلثوم نواز کو کم عمر پارلیمنٹرین کا اعزاز حاصل ہوگیا

سڈنی (نمائندہ جہد) کلثوم نیاز بلوچ کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں ہونے والی 67ویں کامن ویلتھ پارلیمانی کانفرنس میں ''نوجوان خواتین اور لڑکیوں کی سیاسی شرکت کو فروغ دینے'' کے موضوع پر ایک پینل ڈسکشن میں کم عمر ترین پارلیمنٹیرین کے طور پر بلوچستان کی نمائندگی کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس باوقار کانفرنس نے دنیا بھر کے 56 دولت مشترکہ ممالک کے ارکان پارلیمنٹ کو اکٹھا کیا۔ امی کلثوم نیاز بلوچ (این پی) جیسے نوجوان لیڈروں کو سیاست میں خواتین کی شرکت کو فروغ دینے کے لیے سٹیج اٹھاتے دیکھنا حیرت انگیز ہے۔ اس کانفرنس میں ان کی شمولیت بلوچستان اور اس سے باہر خواتین اور لڑکیوں کو بااختیار بنانے کے لیے ان کے عزم کو ظاہر کرتی ہے۔

بلخ شیر قاضی نے عالمی فورم پر کم عمر میئر ہونے کا اعزاز حاصل کرلیا

جنیوا (نمائندہ جہد) تربت۔ میئر میونسپل کارپوریشن تربت بلخ شیر قاضی کی جنیوا میں عالمی میئر فورم میں شرکت، پاکستان سے پہلا اور فورم کے کم عمر ترین میئر کا اعزاز حاصل کرلیا۔ دنیا بھر کے میئرز اور عالمی رہنماں سے ملاقات، تربت شہر اور بلوچستان کے بارے میں گفتگو کی۔ اقوام متحدہ کی جانب سے جنیوا میں منعقد عالمی میئر فورم میں میئر میونسپل کارپوریشن تربت بلخ شیر قاضی نے فورم کے اجلاس اور سیمینار میں خصوصی شرکت کی اور گذشتہ روز واپس پہنچ گئے۔ عالمی فورم میں انہوں نے پہلی بار پاکستان کی نمائندگی کی اور وہ واحد میئر رہے جو پاکستان سے اس عالمی فورم میں مدعو کیے گئے تھے جب کہ فورم کے شریک میئرز میں سے انہیں کم عمر ترین میئر کا اعزاز بھی حاصل رہا۔ میئر تربت بلخ شیر قاضی نے عالمی میئر فورم کے مختلف پروگرامز میں حصہ لینے کے علاوہ عالمی رہنماں اور لندن کے ڈپٹی میئر، کیوبک کینیڈا کے میئر، سین جوس کوسٹاریکا کے میئر اور جنیوا ہی کے میئر سے ملاقات کے علاوہ دنیا بھر سے آئے ہوئے دیگر میئرز سے بھی ملاقاتیں اور گفتگو کی۔ عالمی میئر فورم میں انہوں نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے میونسپل کارپوریشن تربت کی کارکردگی اور دائرہ کار سے فورم کو آگاہ کیا اور انہیں میونسپل کارپوریشن تربت کے تعلیم، صحت کی بہتری، سرمایہ کاری، خواتین کی تعلیم اور دیگر اہم مدات میں تعاون کے لیے درخواست کی۔ انہوں نے تربت شہر کی ثقافتی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی اور مقامی لوگوں کے معیار زندگی سے متعلق گفتگو کی اور عالمی فورم کو وہاں پر پینے کے صاف پانی کی فراہمی سے متعلق کام کرنے کی ضرورت محسوس کرائی۔ اس کے علاوہ میئر تربت بلخ شیر قاضی نے اقوام متحدہ کے ذیلی ادارہ ڈبلیو ایچ او کے نمائندہ ڈاکٹر این لی سے خصوصی ملاقات کی اور انہیں ضلع کیچ میں ڈینگی وائرس وملیریا بخار اور خصوصی طور پر تھیلیسمیا کی مرض سے متعلق آگاہی فراہم کرکے ان سے وہاں خصوصی کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے ڈبلیو ایچ او کے نمائندہ سے پرزور مطالبہ کیا کہ وہ تربت شہر میں ملیریا بخار ڈینگی وائرس اور تھیلیسمیا کے بڑھتے کیسز کی روک تھام کے لیے خصوصی اقدام اٹھائیں، اس کے علاوہ انہوں نے نیروبی کینیا کے ڈپٹی گورنر سے ملاقات کرکے تربت اور نیروبی شہر کے درمیان دوطرفہ مفادات پر مبنی مختلف مدات میں کام اور سرمایہ کاری سے متعلق بات چیت کی۔ وہاں پر انہوں نے کو ڈائریکٹر گلوبل سٹیز حب کمیلیا کمیلیوا سے بھی ملاقات کرکے دوطرفہ مفادات پر انہیں بریف کیا۔ اس دوران میئر تربت بلخ شیر قاضی نے جنیوا میں جاری دو مختلف ورکشاپس میں شریک ہوکر اپنے خیالات کا اظہار کیا، ان میں ہاسنگ اپورڈیبلٹی اور ویلنٹیر زلوکل ریوو ورکشاپس شامل تھیں۔ ایک سیشن میں اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے مہاجرین کے کمشنر فلیپو گرانڈی کو سیشن کے دوران مخاطب کرتے ہوئے میئر تربت بلخ شیر قاضی نے پاکستان میں 40 لاکھ افغان مہاجرین کی امداد اور رہائش کی صورت حال سے متعلق سوال کیا اور کہا کہ پاکستان گذشتہ کئی دہائیوں سے افغان جنگ کے متاثرین کی میزبانی کی سیاسی ومعاشی طور بھاری قیمت ادا کررہی ہے اس متعلق اقوام متحدہ آگے کیا سپورٹ دے سکتی ہے اس پر فلیپو گرانڈی نے میئر تربت کا شکریہ ادا کیا اور بہت دور سے اقوام متحدہ کے سیشن میں ان کی شرکت کو حوصلہ افزا قرار دیا اور کہا کہ ان کا ادارہ شروع سے افغان مہاجرین کے معاملے میں پاکستان کے ساتھ تعاون کررہی ہے اور مستقبل میں بھی یہ تعاون جاری رکھنے اور امداد میں اضافہ کی کوشش کرتا ہے۔

عبدالحمید بلوچ ودیگر سیاسی رہنماء انسداد دہشت گردی کی عدالت سے بری

خضدار (نمائندہ جہد) ڈاکٹر ماہ رنگ یکجہتی / نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما سابقہ ضلعی صدر ایڈوکیٹ عبدالحمید بلوچ و دیگر سیاسی رہنماں کا انسداد دہشتگردی کی عدالت سے بری، خضدار گزشتہ سال بلوچ یکجہتی کمیٹی سے اظہار یکجہتی کی پاداش میں حکومت نے، نیشنل پارٹی، بی این پی قوم پرست پارٹی رہنماوں پر دہشتگردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا تھا آج انسداد دہشت گردی خضدار کی عدالت نے بری کردیا ہے بری ہونے والوں میں نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما سابقہ ضلعی صدر ایڈوکیٹ عبدالحمید بلوچ، بی این پی کے مرکزی ایگزیکٹو کمیٹی ممبر چیئرمین لال جان بلوچ، ضلعی جنرل سیکٹری عبدالنبی بلوچ تحصیل صدر سفر خان مینگل، سینئر رہنما چیئرمین سونا خان مینگل، جاوید سوز، میر شفیق مینگل علی اکبر زہری ضلعی صدر نور احمد میراجی ودیگر شامل ہیں اس کیس کی پیروی بی این پی وکلا فورم کے سینئر رہنما ایڈووکیٹ خالد محمود مینگل غلام نبی مینگل ایڈووکیٹ بشیر جتک ایڈوکیٹ سلام لہڑی ایڈووکیٹ ریاض احمد ایڈووکیٹ بشیر احمد ایڈووکیٹ ودیگر کررہے تھے۔

ڈاکٹر شفیع بزنجو ایک دوراندیش اور بے لوث رہنما تھے، رحمت صالح بلوچ

کوئٹہ (نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما بلوچستان اسمبلی میں ڈپٹی پارلیمانی لیڈر رحمت صالح بلوچ نے ڈاکٹر شفیع بزنجو کی برسی پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر شفیع بزنجو کی شہادت بلوچستان کی تاریخ کا ایک المناک اور ناقابلِ فراموش باب ہے۔ ان کا قتل برادر کشی کا وہ سانحہ تھا جس نے نہ صرف ان کے خاندان کو ایک عظیم رہنما سے محروم کیا بلکہ بلوچستان کے عوام اور سیاست کو ایک گہرے صدمے سے دوچار کیا۔ آج بھی اس المناک واقعے کا اثر بلوچستان کے سیاسی وسماجی استحکام پر محسوس کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شفیع بزنجو ایک دوراندیش اور بے لوث رہنما تھے جنہوں نے اپنی زندگی بلوچستان کے عوام کے حقوق، اتحاد اور ترقی کے لیے وقف کردی۔ ان کی جدوجہد، قربانی اور وژن آج بھی ہماری رہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ ان کا قتل ان قوتوں کی سازش تھی جو بلوچستان کے عوام کو متحد اور مضبوط دیکھنا نہیں چاہتیں۔ ان کی برسی کے موقع پر ہم ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا عہد اور اس بات کا عزم کرتے ہیں کہ ڈاکٹر شفیع بزنجو کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کریں گے۔ ان کے وژن کے مطابق ایک متحد، خوشحال، اور حقوق پر مبنی بلوچستان کے قیام کے لیے ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ڈاکٹر شفیع بزنجو کی قربانی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ نفرت اور تقسیم کے بجائے اتحاد اور اتفاق کا راستہ ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ہم بلوچستان کے ہر فرد کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس جدوجہد کا حصہ بنیں اور ان خوابوں کو حقیقت بنائیں جن کے لیے ڈاکٹر شفیع بزنجو نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ڈاکٹر شفیع بزنجو کی قربانی کو قبول فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا کرے۔

امن وامان کی مخدوش صورتحال پر انتظامیہ اپنا کردار ادا کرے، ترجمان نیشنل پارٹی

تحصیل بھاگ (نمائندہ جہد) تحصیل بھاگ سمیت کچھی نصیرآباد ڈویژن میں امن وامان کی مخدوش صورتحال پہ انتظامیہ وصوبائی حکومت اپنا عملی کردار ادا کرے۔ترجمان نیشنل پارٹی تحصیل بھاگ نیشنل پارٹی تحصیل بھاگ کے ترجمان نے تحصیل بھاگ سمیت بھاگ شہر، بھاگ تا مجی، بھاگ تا بختیار آباد روڈ اور نیشنل ہائی وے روڈ پہ ڈاکوؤں کی لوٹ مار، موٹرسائیکل چھیننے، موبائل ونقدی سامان لوٹنے اور مسافر ویگنوں کی لوٹ مار پہ شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مذمت کی اور کہا کہ ڈاکووں چوروں نے حکومت و انتظامیہ کی رٹ کو سرعام چیلنج کر رکھا ہے، پولیس لیویز فورس انتظامیہ بری طرح ناکام ہو چکی ہے، دن دھاڑے ویگنوں، عوام کو موٹر سائیکل موبائل فون نقدی سے ڈاکو بے خوف وخطر باآسانی گن پوائنٹ پہ محروم کر کے فرار ہو جاتے ہیں، بھاگ سے دوسرے شہر سفر کرنے کے ساتھ ساتھ بھاگ شہر میں بھی عوام محفوظ نہیں، ہر طرف ڈاکو راج مچا ہوا ہے، انتظامیہ کیجانب سے تاحال کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں کیئے گئے جو ایک المیہ ہے گزشتہ دنوں ڈی آئی جی نصیرآباد کی کھلی کچہری بھی ڈاکووں نے سنجیدہ نہ لیتے ہوئے اسی دن شام کو بھاگ سے موٹر سائیکل چھین کر امن وامان کے احکامات کو چیلنج کر کے دکھایا، حالات بد سے بدترین ہوتے جارہے ہیں، پولیس آفیسران سمیت کچھی کے بالا آفیسران ایس پی کچھی، ڈی سی کچھی بھاگ شہر سمیت کچھی کے بدامنی کے واقعات و حالات سے مکمل لاتعلق نظر آرہے ہیں جو انکی ناقص کارکردگی کا عملی ثبوت ہے۔ترجمان نے مزید کہا کہ آج شام بھی نیشنل ہائی وے گبول ٹاور کے مقام پہ بھاگناڑی کی مسافر ویگن کو جیکب آباد سے بھاگ آتے ہوئے مسافروں کو چھینا اور موبائل نقدی وقیمتی سامان سے محروم کر دیا اور تازہ ترین ابھی بھاگ شہر ہندو محلّہ میں ڈاکو ہریش کمار بیکری والے گھر میں سرعام گھس آئے اہل محلّہ کی چیخ و پکار سے فرار ہو گئے جسکی جتنی بھی مذمت کیجئے کم ہے۔۔۔نیشنل پارٹی ڈاکووں کی سرعام لوٹ مار دوسری جانب انتظامیہ کی مجرمانہ خاموشی پہ کسی صورت چپ نہیں بیٹھے گی۔علاقے میں امن وامان کے قیام کے بھرپور جدوجہد کی جائے گی۔

بی ایس او کا 57 واں یوم تاسیس

کوہلو (نمائندہ جہد) بلوچ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن (پجار) کوہلو زون کا بیان 26 نومبر 2024 کو بلوچ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن (پجار) کوہلو زون نے بی ایس او کے 57 ویں یوم تاسیس کے موقع پر ایک خصوصی پروگرام کا انعقاد کیا۔اس پروگرام میں بی ایس او کی تاریخی جدوجہد، قربانیوں اور اہم کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔ پروگرام کے دوران مقررین نے کہا کہ بی ایس او پجار نے بلوچ قوم کے حقوق، شعور اور قومی سیاسی بیداری میں ہمیشہ ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔اس تنظیم کی بنیاد 1962 میں "بلوچ اسٹوڈنٹ ایجوکیشنل آرگنائزیشن" کے نام سے کراچی میں رکھی گئی۔اس وقت تنظیم کا مقصد بلوچ طلبا کو قومی و سیاسی شعور دینا اور اپنے حقوق کے لیے منظم جدوجہد کرنا تھا۔1967 میں تنظیم کا نام تبدیل کر کے باقاعدہ ''بلوچ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن'' رکھا گیا، اور پہلا کونسل سیشن منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ پہلے چیئرمین جبکہ بیزن بلوچ پہلے سیکریٹری جنرل منتخب ہوئے۔بی ایس او کی تاریخ قربانیوں، قید و بند، اور مشکلات کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔اس تنظیم نے اپنی جدوجہد سے قومی سطح پر ایسے رہنما پیدا کیے جو نہایت بہادری اور شعور کے حامل تھے۔بی ایس او نے ہمیشہ بلوچ قوم کے ساحل و وسائل، تعلیمی مسائل، اور سیاسی حقوق پر آواز بلند کی۔اگرچہ تنظیم میں اختلافات کی وجہ سے دھڑے بندی ہوئی، لیکن اس کے بنیادی نظریات اور مقاصد ہمیشہ ایک ہی رہے۔تنظیم کے کئی ممبران جبری گمشدگیوں اور شہادتوں کا شکار ہوئے، لیکن بی ایس او پجار نے اپنے قومی و تعلیمی نظریات سے کبھی پیچھے ہٹنے کا سوچا بھی نہیں۔بلوچ اسٹوڈنٹ آرگنائزیشن (پجار) کوہلو زون اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ تنظیم شعوری سیاست، طلبا کی تعلیمی بہتری، اور بلوچ قوم کے حقوق کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھے گی۔بی ایس او پجار، بلوچ عوام کے لیے ایک امید کی کرن ہے اور ہمیشہ اپنی قومی و تعلیمی ذمہ داریوں کو ادا کرتی رہے گی۔

ڈاکٹر مالک بلوچ عوامی حقوق کے علمبردار ہیں، قادر بخش

کوئٹہ (نمائندہ جہد) دنیا نے چاند پر کمندیں ڈالیں سورج سے برقی لہریں حاصل کر کے بجلی گھروں کی اہمیت کو خاک میں ملا دیا۔عنقریب ایک دہائی بعد دنیا کے بیشتر ممالک میں گاڑیاں ایندھن کی بجائے شمسی توانائی یا برقی بیٹریوں سے چلنا شروع ہو جائیں گی اور دنیا جدید ترین طرز تعمیر سے ہم آہنگ ہو جائے گی یہ ایک نئی دنیا ہوگی اور سب سے اہم بات یہ ہوگی کہ جدید دنیا کو اپنے ماضی کے اہم اور طاقتور ترین ہتھیار۔پٹرول۔سے کسی بھی قسم کا کوئی سرو کار نہیں ہوگا۔اور پٹرول یاد رفتگاں شمار ہوگا۔البتہ تیسری دنیا کے ممالک اس تیز ترین ترقی میں جلد شامل نہیں ہوسکتے۔تیسری دنیا کے ممالک بد ترین جہالت کے شکار ہیں اور انکو بھگانا اتنا آسان بھی نہیں۔مغربی دنیا کو یہ اچھی طرح علم ھے کہ کم ترقی یافتہ ممالک کی جہالت انکے لئے اتنا فائدہ مند ھے جتنا کہ انکے اپنے دیس میں تعلیم سے لبریز سماج۔ہمارے ہاں تعلیم کی حالت اچھی نہیں چاروں صوبوں میں سرکاری اسکولوں کی شرح تعلیم درست نہیں۔جب لوگوں کے پاس علم نہیں ہوگا تو وہ اپنا برا بھلا نہیں پہچان سکتے اور یہی در اصل۔اصل معاملہ ھے ہمارے حکمران اپنا علاج باہر کرتے ہیں اور ووٹ ہم سے مانگتے ہیں لیکن ہمارے عوام میں یہ شعور نہیں ہوتا کہ ان سے یہ پوچھ لیں کہ آپ یہاں ملک میں اپنا علاج کیوں نہیں کرتے۔اور اگر یہ سوال دو تین بار پوچھ لیا جائے تو بات بنے گا۔لیکن عوام ذہنی طور پر ایسے سوالات پوچھنے پر آمادہ نہیں ہوتے اس لئے یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ویسے اس وقت بلوچستان حکومت نیند کی آغوش میں خراٹے بھر رہی ھے انہیں عوام کی آرا سے کوئی سرو کار نہیں۔اے روز شاہراہیں بند۔اسپتالوں میں دوائی نام کی کوئی چیز نہیں ڈاکٹروں کی مرضی اسپتال جاہیں کہ نا جاہیں۔سرکاری ٹھیکے صرف کاغذات میں مکمل ہیں پرسان حال کوئی نہیں۔ڈاکٹر مالک بلوچ نے اپنے دور وزارت میں تعلیم پر جو کام کیا تھا ان کے ثمرات عوام کو مل رہے ہیں۔پورے ملک میں مقابلے کے امتحانات میں بلوچستان کے طلبا پیش پیش ہیں اور اس وقت صوبے میں جو غیر یقینی صورتحال ھے۔بہتری کے لئے صوبے کے عوام کی نگاہیں ڈاکٹر مالک بلوچ پر لگی ہوئی ہیں۔دوسری طرف جان بلیدی صاحب اسلام آباد کے ایوانوں میں بلوچستان کی بھرپور جنگ لڑ رہے ہیں۔جان بلیدی واضح اور واشگاف الفاظ میں طاقتور حلقوں کو پیغام دے رہے ہیں کہ بلوچستان میں کسی بھی قسم کی کوئی ایسی کاروائی قبول نہیں جو عوام کو آہین میں حاصل آزادی کے خلاف ہو۔جان بلیدی کا کہنا ھے کہ انکی سیاست کا مقصد بلوچستان کے عوام کے لئے آسانیاں پیدا کرنا ھے اور وہ اپنے مقصد کی پاسداری ہر صورت کریں گے۔

ڈاکٹر مالک بلوچ کے فارم ہاس میں بارودی مواد بچھانے والوں نے انکے خاندان پر قاتلانہ حملہ کیا ہے، مخدوم ایوب قریشی

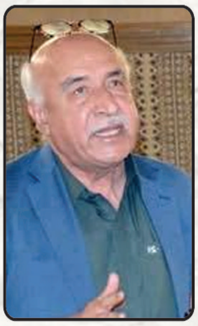

کراچی (نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما مخدوم ایوب قریشی نے کہا ہے کہ نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر، سابق وزیراعلی بلوچستان ڈاکٹر عبدالملک بلوچ کے فارم ہاس میں بارودی مواد بچھا کر ان کیخاندان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے انہوں نے کہا یہ سازش بدامنی اور دہشت گردی میں گھرے ہوئے ملک خصوصا بلوچستانکو مزید برباد کرنے کیلیے کیگئی ہے انہوں نے کہا ہمارے حکمران خاص طور پر مقتدر حلقہ ایسے سیاست دانوں کی جانیدشمن بنی ہوئی ہے جو ملک میں حقیقی جمہوریت، قانون کی حکمرانی، آئین اور پالیمنٹکی بالادستی، ساحل اور وسائلپر مقامی لوگوں کا حق اور عوام کے حق حکمرانی کے لیےجدوجہد کر رہے ہیں، لیکن حکمرانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ظلم، بربریت اور تشدد کے کے زریعے عوام کو زیادہ دیر تک غلام نہیں رکھا جاسکتا ہے عوام اپنی شہری آزادیوں، حق حاکمیت اور قومی وسائل پر اپنے حق کے لیے کیجانے والی جدوجہد کو کبھی بھی ترک نہیں کریں گے، انہوں نے کہا ڈاکٹر مالک بلوچ ایک شریف النفس، صاحب کردار اور قابل احترام سیاستدان ہیں وہ زمانہ طالب علمی سے نہایت جرات کے ساتھ سیاست کے میدان میں مصروف عمل ہیں انکی سیاسی جدوجہد نصف صدی کے عرصہ پر محیط ہے انہوں نے ہمیشہ اپنے سیاسی موقف اور اصولوں کی خاطر قربانیاں دی ہیں انکے فارم ہاس میں دھماکہ خیز مواد رکھنے کی واردات سے ملک کے ہر باشعور شہری کو فکر مند کیا ہیڈاکٹر مالک کو پورے ملک میں انتہائی قابل احترام سیاسی رہنما کے طور پر جاناں جاتا ہے، ایوب قریشی نے حکومت بلوچستان، وفاقی حکومت اور مقتدر قوتوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس مکروہ واردات کی مکمل تحقیقات کرائیں اور زمیداروں کو قانون کے کٹہرے میں لائیں۔

مصور کاکڑ فرزند بلوچستان، اسلم بلوچ

کوئٹہ (نمائندہ جہد) مصور کاکڑ نہ پشتون کا بیٹا ہے نہ بلوچ کا وہ بلوچستان کا بیٹا ہے اس لیئے اہل بلوچستان نے ان کا درد محسوس کیا، نیشنل پارٹی کے کارکن آل پارٹیز کے کال پر تندہی سے کھڑے رہے جس کے لیئے خراج تحسین کے مستحق ہیں، اسلم بلوچکوئٹہ / نیشنل پارٹی کے صوبائی صدر اسلم بلوچ نے کہا ہے کہ مصور کاکڑ کے بازیابی کے لیئے اہل بلوچستان نے کامیاب پہیہ جام ہڑتال کرکے ثابت کردیا کہ مصور کاکڑ کسی پشتون بلوچ کا نہیں بلکہ بلوچستان کا فرزند تھا اور بلوچستان میں آباد ہر طبقہ فکر، قوم وزبان کے لوگوں نے ان کے درد کو محسوس کیا اسلم بلوچ نے میاں غنڈی کے مقام پر پارٹی کے صوبائی کسان سیکریٹری حاجی فاروق شاہوانی، ملک سیف شاہوانی، ملک منظور شاہوانی چیرمین اسلم جتک، گل حسن شاہوانی، رحمت اللہ، دشت میں حاجی عبدالخالق بنگلزئی، فدا جی بنگلزئی، حاجی عبدالستار بنگلزئی عالم جان بنگلزئی، کچلاک میں محمد حنیف کاکڑ، بلیلی میں رکن مرکزی کمیٹی حاجی عبدالصمد رند، عبید لاشاری، محمود رند، حاجی نصراللہ رند، مستونگ میں ضلعی صدر حاجی نذیر احمد سرپرہ، آغا فاروق شاہ، سجاد دہوار، میر سکندر ملازئی، ڈاکٹر قدیر ترین، ظفر اقبال بلوچ، امان اللہ محمد حسنی، امداد بلوچ، نذیر

نورزئی، کبیر باروزئی، حاجی عبدالمالک لہڑی، اور نصیر آباد میں نذیر ناز مینگل کی قیادت میں سینکڑوں کارکنوں نے پہیہ جام ہڑتال اور احتجاج میں بھرپور حصہ لیا جو خداج تحسین کے مستحق ہیں، اسلم بلوچ نے واضع کیا ہے کہ بلوچستان میں حکومت نام کی کوئی چیز موجود نہیں تمام حکومتی ادارے بدترین کرپشن کا شکار ہیں اور وزرا ریکارڈ توڑ بدعنوانیوں میں مصروف عمل ہیں اس لیئے امن امان کی صورتحال یہ ہے کہ معصوم بچے محفوظ نہیں کاروباری لوگ بلوچستان چھوڑنے پہ مجبور ہوگئے ہیں صرف وہ ٹھیکدار یہاں کام کررہے ہیں جو وزرا کے ساتھ پارٹنر ہیں اور پی ایس ڈی پی کے ترقیاتی کاموں کے فنڈز ہڑپ کرنے میں مصروف ہیں، انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ مصور کاکڑ کو جلد از جلد بازیاب کرکے اغوا کاروں کو قرار واقعی سزادی جائے بصورت دیگر یہ احتجاجی تحریک حکومت کی چھٹی پر منتج ہوگی۔

نیشنل پارٹی اور عوامی ورکرز پارٹی میں نظریاتی ہم آہنگی ہے: مجید ساجدی

کراچی (نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی اور عوامی ورکرز پارٹی بنیادی عوامی مسائل پر مل کر جدوجہد کرسکتے ہیں ان خیالات کا اظہار عوامی ورکرز پارٹی کے مرکزی رہنما ملک اقبال نے کراچی میں نیشنل پارٹی سندھ کے سیکریٹریٹ میں کیا ملتان کراچی آئے ہوئے ورکرز پارٹی کے مرکزی رہنما ملک اقبال نے پارٹیممبران کے ہمراہ نیشنل پارٹی سندھ سیکریٹریٹ کا دورہ کیا یہاں پر نیشنل پارٹی سندھ کے جنرل سیکریٹری مجید ساجدی، مخدوم ایوب قریشی، سید شمس الدین، محمد ابرار اور پارٹی کے دیگر ساتھیوں نے وفد کے اراکین کا خیرمقدم کیا اسموقع پر مجید ساجدی نے کہانیشنل پارٹی اور عوامی ورکرز میں نظریاتی ہم آہنگی ہیہ دونوں جماعتیں ملک میں محنت کشوں، کسانوں، طالب علموں مظلوم قومیتوں اور کچلے ہوئیطبقات کے حقوق کے حصول کیلیے جدوجہد کررہی ہیں، نیشنل پارٹی کے قائد ڈاکٹر مالک

بلوچ کی قیادت میں ہماری جماعت ملک میں آئینا ور قانون کی حکمرانی، پارلیمنٹ کی بالادستی اور عوام کے حق حاکمیت کے لیمصروف جدوجہد ہے، ورکرز پارٹی کے رہنما ملک اقبالنے کہا عوامی ورکرز پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ ملک میں جبتک محنت کش عوام کا راج قائم نہیں ہوگا اس وقت تک مزدوروں، کسانوں اور دیگر مظلوم طبقات کے بنیادی مسائل حل نہیں ہوسکیں گیاس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمخیال سیاسی جماعتیں عوامیمسائل کے حل کے لیے مشترکہ جدوجہد کریں۔

تاج محمد بزنجو انتقال کرگئے

نال خایان (نمائندہ جہد) نال خایان میں مرحوم میر تاج محمد بزنجو کی وفات پر انکے لواحقین سے اظہار تعزیت اور مرحوم کی ایثال ثواب کے لئے 24 نومبر 2024 ڈاکٹر عطااللہ بزنجو میر سیف اللہ بزنجو میر بہرام خان بزنجو کے والد محترم میر تاج محمد بزنجو کے وفات پر سابق صوبائی وزیر سردار محمد اسلم بزنجو سابق سینٹر میر طاہر بزنجو اپوزیشن لیڈر بلوچستان اسمبلی میر یونس عزیز زہری ڈپٹی کمشنر خضدار یاسر دشتی میئر میونسپل کارپوریشن خضدار آصف جمالدینی صدر انجمن تاجران خضدار حمید اللہ مینگل سردار نعمت اللہ بزنجو نیشنل پارٹی کے سینئر رہنما سنیل کمار چیرمین امین دوست بلوچ سردار حیات خان ساجدی شجاع گچکی عابد بزنجو صدر انجمن تاجران نال اسد نور بزنجو نائب صدر سردارزادہ اختر سیاپاد سنیئر صحافی پبلک نیوز شاہجہان بزنجو سمیت دیگر علاقوں آئے ہوئے لوگ تعزیت وفاتحہ خوانی کررہے ہیں۔

ڈاکٹر ماک بلوچ قابل قدر سیاسی رہنما ہیں، میر اسرار زہری

خضدار (نمائندہ جہد) تربت میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے فارم ہاؤس پر آئی ڈیز بم کی برآمدگی تشویشناک ہے۔ میر اسراراللہ خان زہریڈاکٹر عبدالمالک ایک قابل قدر سیاسی رہنما ہے اس طرح کے عمل کی بحثیت ایک سیاسی رہنما شدید مذمت کرتے ہیں۔ بی این پی عوامی کے سربراہ کا میڈیا نمائندوں سے گفتگو۔ خضدار، بلوچستان نیشنل پارٹی عوامی کے مرکزی صدر سابق وفاقی وزیر میر اسراراللہ خان زہری نے اپنے جاری کردہ مزمتی بیان میں کہاہیکہ تربت میں نیشنل پارٹی سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے فارم ہاس پر آئی ڈیز بم کی برآمدگی ایک تشویشناک آمر ہے نیشنل پارٹی کی قائد کے فارم ہاس میں بم کی برآمدگی ایک سوچی سمجھی تخریب کاری کی منصوبے ہیں اس طرح کے عمل کی بحثیت ایک سیاسی رہنما شدید الفاظوں میں مذمت کرتے ہیں صوبہ کے حالات ایک مرتبہ پھر خرابی کی طرف جارہی ہے تربت میں انتظامیہ اور پولیس کی کارکردگی پر مختلف سوالات اٹھ رہے ہیں حکومت صوبے میں سیاسی اکابریں کو تحفظ دیں ان خیالات اظہار بی این پی عوامی کے سربراہ میر اسراللہ خان زہری نے میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ میر اسراراللہ خان زہری نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ ایک پرامن سیاسی رہنما ہے انکے فارم ہاس پر آئی ڈیز بم کی برآمدگی تشویشناک آمر ہے بلوچستان حکومت سیاسی رہنماں کے گھروں انکے جان ومال کی حفاظت اور انکے

سیکیورٹی کو سخت کرکے انہیں تحفظ دیا جائے صوبے میں ہر جگہ سیکیورٹی کے معاملات میں سستی اور غفلت برتی جارہی ہے پارٹی قائدین عدم تحفظ کا شکار ہورہا ہے صوبہ میں بم حملے ٹارگٹ کلنگ زور پکڑتی جارہی ہے بلوچستان حکومت اور مقامی انتظامیہ تربت میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے فارم ہاس پر بم کی برآمدگی کی تحقیقات کرکے ان میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے صوبے میں ہر جگہ بدامنی سے غیر یقینی صورتحال پیدا ہوگئی ہے اس پر قابو پانا سیاسی لیڈروں کو تحفظ دینا موجودہ حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے میر اسراراللہ خان زہری نے کہا بلوچستان حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ سیاسی قائدین کے تحفظ کیلئے سیکیورٹی معاملات کو بہتر بنائے اور تربت میں ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کے فارم ہاس پر آئی ڈیز کی برآمدگی کے شفاف تحقیقات کرکے ان میں ملوث ملزمان کو قرار واقعی سزادیں اور حکومت بلوچستان آئندہ اسطرح کے واقعات کی پیشگی روک تھام کیلئے سیاسی رہنماں کے سیکیورٹی کو سخت کرکے اپنے ذمہ داریوں کو پورا کرکے سیاسی قائدین کے جان ومال کی تحفظ کو یقینی بنائیں۔

بلوچستان کی 85 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے ہے، عالم جان بنگلزئی

کوئٹہ (نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے سینئر رھنما عوامی خدمتگار عالم جان بنگلزئی نے کہا ھے کہ ایرانی تیل پر ممکنہ پابندی اور مستونگ کے حدود کا نک کراس پہ سیکورٹی فورسز کی جانب سے ایرانی تیل بردار گاڈیو اور رکشوں کی پکڑ دھکڑ کی شدید الفاظ شدید الفاظ میں مزمت کرتے ھوئے عالم جان بنگلزئی کہا کہ اقوام متحدہ کی ایک حالیہ سرویرپورٹ جس میں کہا گیا ھے کہ بلوچستان کی 85 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ھے اس وقت بلوچستان کے تقریبا 70 فیصد پڑھے لکھیں نوجوان جو ایرانی تیل کے کاروبار سے جڑے ہیں، اور لاکھوں خاندان کے گھروں کے چولہے بھی اسی ایرانی تیل کی بدولت جلتے ھے عالم جان بنگلزئی نے کہا کہ بلوچستان ایک ایسا صوبہ ھے جہاں پہلے سے ہی بیروزگاری عام ھے اور شورش کی لپیٹ میں ھے وہاں کے لوگوں کے دشوار روزگار کو بھی بند کرنے کا مقصد جلتی آگ پر تیل ڈالنے کی مترادف ہیں، بیروزگار نوجوان جو پہلے سے ہی مایوسی کا شکار ہیں ان کی پریشانیوں میں مزید اضافے کا سبب بن رہے ھے عالم جان بنگلزئی نے کہا کہ ایرانی تیل پر ممکنہ پابندی اور مستونگ میں سیکورٹی فورسز کی جانب سے تیل بردار گاڈیوں کے خلاف کاروائی سراسر ظلم وزیادتی کی انتہا ھے کیونکہ بلوچستان میں کاروبار کا کوئی اور مواقع نہیں ھے بلوچستان کے لاکھوں اعلی تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں کا زریعہ معاش ایرانی تیل کے سپلائی سے وابستہ ہیں اگر اس کاروبار کو بھی نوجوانوں سے چھینے کی کوشش کی گئی تو اس سے تنگ آکر نوجوان طبقہ منشیات جیسے لعنت میں ملوث ھونگے مگر اب بدقسمتی سے مختلف اضلاع میں قائم کیئے گئے چیک پوسٹیں صرف اور صرف تیل بردار زمباد ویگنوں رکشوں کو

لوٹنے کے ساتھ اب فورسز کی جانب سے تیل بردار گاڈیوں کو تیل سمیت قبضے میں لینے کا سلسلہ شروع کرنا لاکھوں نوجوانوں اور خاندانوں کی روزی روٹی پر خودکشی حملے کی مترادف عمل ہیں عالم جان بنگلزئی نے کہا کہ گذشتہ روز دشت کے علاقے سے 40 سیز اہد زمباد گاڈوں کو ایف سی پکڑھ کر تیل خالی کر کے گاڈیوں کو کسٹم کیحوالےکیا اور کسٹم نے ان پہ کیس کیا یہ بلوچستان کیعوام کیساتھ ظلم نہیں تو اور کیا ھے عالم جان بنگلزئی نے کہا فورسز کی ایرانی تیل گاڈیوں کے خلاف بلاجواز کاروائی اور اس ناروا عمل کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا، اور اس عمل کے خلاف ہم تمام سیاسی جماعتوں سمیت تمام اسٹیک ھولڈرز گڈز ٹراسپورٹ ایسوسی ایشن آئل ٹینکر ایسوسی ایشن بس ایسوسی ایشن اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ مل کر بھرپور احتجاجی تحریک چلائنگے انھوں نے کہا چیف آف ساراوان اور رکن صوبائی اسمبلی نواب محمد اسلم خان رئیسانی رکن بلوچستان اسمبلی نیشنل پارٹی کیمرکزی صدر سابق وزیراعلی بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ چیف آف بنگلزئی نیشنل پارٹی کے مرکزی نائب صدر سابق ایم این اے سردار کمال خان بنگلزئی اور دیگر رکن بلوچستان اسمبلی سے بھی اپیل ھے کہ فورسز کی اس ناروا عمل کے خلاف بلوچستان اسمبلی میں آواز بلند کر کیبلوچستان کے غریب عوام کو اس ازیت سے چھٹکارہ دلائیں

بلوچستان میں لیٹروں اور ڈرگ مافیا کو دھاندلی سے جتوا گیا، عبدالاشاری

کوئٹہ (نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی کے صوبائی ترجمان عبید لاشاری نے اپنا بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ یوں تو بلوچستان ڈکٹیٹر ضیا الحق کی اسلام کہ نام اور امریکہ کہ ایما پر سوویت یونین کے خلاف افغانستان میں جنگ میں شریک ھو کر بلوچستان کو کلاشنکوف منشیات اور افغان مہاجرین جیسے مسائل سے دو چار کیا اور ایک پرامن بلوچستان میں انتشار بدامنی اور لسانی تعصّبات کو جنم دیا پھر جب امریکہ افغان سرزمین پر خون کی ھولی کھیلنے آیا تو ایک اور ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف ان کہ آگے سرنگوں ھوا اور افغانستان سمیت اپنے ھی ملک میں پرامن شہریوں پر جنگ مسلط کی جس کہ بھیانک نتائج بلوچستان اور کے پی کے سمیت ملک بھر کی عوام آج تک بھگت رہی ھے گزشتہ دو دہائیوں سے بلوچستان سمیت ملک کہ جو حالات امن وامان ک حوالے سے انتہائی خراب ہیں اس کی بڑی وجہ ریاست کی غلط خارجہ پالیسیاں ہیں جو پالیسیاں عوام کہ نمائیندے نہیں ریاست کہ بالادست قوتیں بناتیں ھیں ان غلط پالیسیوں کا خمیازہ دہائیوں سے عوام نے بھگتا ھے اور بھگت رہی ھے گزشتہ دنوں رونما ھونے والی ایک اور سانحہ مستونگ اسی غلط پالیسیوں کی ایک کڑی ھے۔ ریاست کی غلط پالیسیوں کے باعث آج ریاست پاکستان ہمسایوں سمیت دنیا بھر میں تنہا ھے اور اس کہ نتیجہ میں بلوچستان کنفلیکٹ زون کی مکمل شکل اختیار کر چکا ھے جس کہ باعث ھمسایہ ممالک سمیت عالمی سامراجی قوتیں بلوچستان میں اپنا اپنا خونی کھیل کھیل رھی ھیں جس کہ باعث بلوچستان کئی دھائیوں سے دھشت گردوں کی آماجگاہ بن چکا ھے، سی آئی اے، را، اور موساد جیسی دیگر انسانیت دشمن ایجنسیاں اپنا اپنا کردار انسانیت کے خلاف بلوچستان سمیت ملک بھر میں ادا کر رھی ھیں اور اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل میں مصروف عمل ہیں۔ تو دوسری طرف ھماری ریاست کہ حکمران اور اس کہ سیکیورٹی ادارے اپنی غلط غیر آئینی اور ظالمانہ پالیسیوں پر آج تک قائم ھیں ریاست اور اس کی بالادست قوتیں مظلوم ومحکوم قوموں کے وسائل پر قابض ھونے کہ لیئے تمام غیر آئینی غیر قانونی اقدامات پر عمل پیرا ھیں، صوبائی ترجمان نے کہا کہ اس سے بڑی ریاستی ناانصافی اور کیا ھوگی کہ بلوچستان کی عوام سمیت ملک بھر کی عوام کو اس کہ ووٹ سے بھی گزشتہ الیکشن میں اسی فیصد محروم کر دیا گیا۔ بلوچستان میں تو یہ کھیل اس وقت شروع ھوا جب 70 کی دہائی میں عوام کی منتخب حکومت نیپ کو سال بمشکل چلنے دیا گیا اور اسے غیر آئینی طریقے سے ختم کر دیا گیا پھر عوام کہ حقیقی رہنماوں کی طویل جہدوجہد کہ نتیجے میں 1988 میں بی این اے کی شکل میں نواب اکبر بگٹی اقتدار

میں آنے تو وہ بھی وقت سے پہلے رخصت کر دیئے گئے یہی حال سردار اختر مینگل کی حکومت کا ھوا اور پھر طویل عرصے بعد جب بلوچستان اسی طرح 2012,13 میں آگ میں جل رہا تھا تو بلوچستان کی عوام نے ایک سیاسی جماعت کہ سیاسی کارکن قائدعوام ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کو یہ موقع عوام کی مدد سے ملا کہ وہ بلوچستان میں جلتی ھوئی آگ پر پانی ڈالے اور اس سیاسی کارکن نے اٹھائی سالہ دور میں جو امن وامان تعلیم وصحت کہ میدان یا گڈگورننس کہ حوالے سے جو اقدامات کیئے وہ تاریخ کا سنہری باب ھیں مگر جب وہ کامیابی سے آگے بڑھ رہے تھے تو اسے بھی نابرداشت کرتے ھوئے بلوچستان کو ایک بار پھر آگ میں دھکیل دیا گیا اور جس آگ میں آج سانحہ مستونگ کے پھول نما بچے بھی جل گئے اور پولیس اہلکار سمیت عام شہری بھی کاش ریاست کے اصل حاکم بلوچستان کی عوام پر رحم کرتے ھوئے 2024 میں عوام کی رائے کو کم از کم نا بدلتے تو شاید آج یہ حالات نا ھوتے بلکہ عوام کہ منتخب نمائیندے 2013 کہ بعد پھر ایک بار لگی آگ پر اپنے علم ودانش اور سیاسی بصیرت کہ ساتھ پانی ڈالتے مگر اس بار تو طاقتور قوتوں نے تمام حدیں پار کر دیں اور بلوچستان کی اسمبلی کو برائے فروخت ایک منڈی بنا دیا گیا اور عوام کے ووٹ کو روند کر بلوچستان کے 80% فیصد عوام کہ نمائندوں کی جیت کو ھار میں تبدیل کر کہ عوام کی نمائندگی کو آکشن کر دیا گیا، جس کہ نتیجے میں عوام کہ نمائیندے نہیں بلکہ عوام کہ قاتل لٹیرے لینڈ مافیا ڈرگ مافیا سمیت ضمیر فروشوں سے عوام کی نمائندگی کرنے والی اسمبلی کو بھر دیا۔ جہاں کوئی عزت دار نمائیندہ و سیاسی رہنما بات کرتے ھوئے بھی سوچتا ھے کہ فارم سینتالیس سے جنم لینے والے یہ نام نہاد ممبر اسمبلی کہیں اپنی بدکلامی سیکہیں ھماری پگڑیاں نا اچھالیں، کیونکہ انہیں صرف اسی لیئے لیا گیا کہ وہ وہی بولیں گے وہی کریں گے جو طاقتور اور زورآور چاھیں گے۔ مسلط کردہ حکومت کی حالت یہ ھے کہ وہ عوام میں جانے کہ قابل ہی نہیں عوام کہ اربوں روپے خرچ کرنے کہ بعد بھی امن نام کی کوئی چیز نہیں مگر تب بھی فیصلہ ساز قوتیں بلوچستان کی عوام کو تا حال ان کہ رحم وکرم پر چھوڑنے پر بضد ھیں چاھے سانحہ مستونگ جیسے المناک واقعے ھی کیوں نا ھوں۔

عوام کی جان و مال محفوظ نہیں، چنگیز بلوچ

کوئٹہ (نمائندہ جہد) نیشنل پارٹی وحدت بلوچستان کے جنرل سیکرٹری چنگیز ح ء بلوچ ایڈووکیٹ نے اپنے جاری کردہ بیان میں آئے روز ضلع کچھی بالخصوص سبی تا نوتال ہائی وے روڈ پر بدامنی لوٹ مار بھاگ تا بختیار آباد روڈ, حاجی شہر کے علاقوں، نیشنل ہائی وے سبی تا نوتال پہ مسافر ویگنوں، گاڑیوں کو چھیننے کے واقعات پہ شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مذمت کی اور کہا کہ ضلع کچھی میں مسلسل چوریوں، ڈکیتیوں کی وجہ سے عوام میں خوف وہراس پھیل رہا ہے عوام نقل مکانی پہ مجبور ہے اس امن و امان کی بگڑتی ہوء صورتحال میں کچھی انتظامیہ پولیس انتظامیہ کی مجرمانہ خاموشی سمجھ سے بالاتر ہے۔۔ واضح رہے کہ صوبائی حکومت سیکیورٹی کی مد میں اربوں روپے خرچ کر رہی ہے لیکن امن وامان کے حوالے سے موجودہ حکومت کی کارکردگی مایوس کن ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھاگ تا بختیار آباد روڈ نیشنل ہائی وے سبی تا نوتال و

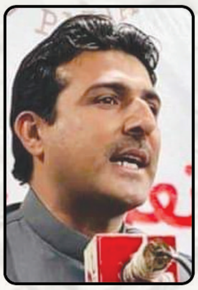

گردونواح پہ باآسانی مسافروں ویگنوں ڈرائیور حضرات کو قیمتی سامان نقدی موبائل زیورات سے محروم کر دیا جاتا ہے بچوں اور عورتوں کی عزتیں محفوظ نہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے انتظامیہ نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ اگر ضلع کچھی میں بدامنی کی روک تھام نہیں کیجاتی تو نیشنل پارٹی تمام سیاسی جماعتوں وعوام کے ساتھ ملکر روڈوں پہ نکلنے پہ مجبور ہوگی جسکی تمام تر ذمہ داری نااہل صوباء حکومت وانتظامیہ پہ عائد ہوگی عوام کو بدامنی جیسے حالات میں نیشنل پارٹی کسی صورت تنہا نہیں چھوڑے گی۔